خواب کے بعد



ابرار حامد

خواب کے بعد

(64 غزلیں)

ابرار حامد

چار چاند پبلشرز، ٹاؤن شپ، لاہور
0300-4393948,0312-4393948
قیمت = -/400

انتساب

نامور عظیم شاعر

و

سینئر ٹی وی پروگرام پروڈیوسر

جناب

سلیم طاہر

کے نام

ابرار حامد کے شعری البعاد کی پانچویں جہت

''کیاری'' جناب ابرار حامد کا 18 واں مجموعہ کلام ہے یہ مجموعہ بھی ''فردیات'' پر مشتمل ہے ''فردیات'' ایک صنفِ سخن کے طور پر جناب عارف عبدالمتین نے تسلیم کروائیں اور اُن کے حلقۂ ارادت کے بہت سے نوجوان شعراء کے مجموعے بھی شائع ہوئے اور انھیں پذیرائی بھی ملی! لیکن جناب ابرار حامد نے اس صنفِ سخن کے تمام گزشتہ ریکارڈ توڑ دیئے یہ ''کیاری'' اُن کی فردیات کا پانچواں مجموعہ ہے۔ ''کیاری'' اِس صنفِ سخن میں جناب ابرار حامد کے فن کی پانچویں جہت کا درجہ رکھتی ہے۔ سہ جہتی دُنیا میں ''چوتھی کھونٹ'' نہ جانے کا حکمِ امتناعی جاری اور اُسے تسلیم نہ کرنے والوں کی کہانیاں ہمارے ''داستانی ادب'' کا حصّہ ہیں لیکن پانچویں بُعد ہے بے وفائی سے چھٹکارے کی سمت بھی کہا جاسکتا ہے جناب ابرار حامد کے شعری سفر کے راستے میں اس سمت کا ''منظر نامہ'' بہت واضح طور پر نظر آرہا ہے! جناب ابرار حامد نے ''کیاری'' میں اپنی زندگی کی اِسی سمت کا ''سفر نامہ'' مرتب کیا ہے اور اس راستے میں کھلنے والے پھولوں سے ''کیاری'' جیسا گلدستہ تیار کر کے ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ کہیں ہم بھی تو اسی راستے سے ملنے والے کردار تو نہیں! یہ ہے وہ سوال جسے ہم اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ذہن میں رکھیں تو ہمیں جناب ابرار حامد کے ساتھ ساتھ اپنے آپ سے بھی آشنا ہونے کا موقع مل سکتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب بنی اکرم ﷺ کے طفیل جناب ابرار حامد کے اس مجموعے کو بھی عوامی مقبولیت کے اسی درجے پر فائز کر دے جسے ان کی پہچان قرار دے دیا گیا ہے آمین! اور ان کے تخلیقی وفور کی یہ دنیا، کائنات کی طرح وسیع فرمادے ثم آمین۔

خالد احمد، لاہور

07.07.2009

اطلاعاً عرض ہے

کہ اِس ایک جلد میں دو شعری مجموعوں کے پہلے ایڈیشن ہیں دوسرے ایڈیشنوں میں یہ دونوں کتابیں مزید اضافوں کے ساتھ الگ الگ چھپیں گی اِس میں 64 غزلیں اور 720 فرد اشعار ہیں میں نے اپنے انداز میں بھرپور کوشش کی ہے کہ میری کہی ہوئی بات قاری کو اپنی کسی واردات کا ذکر محسوس ہو اندازِ بیاں میں سلاست کو پیشِ نظر رکھا ہے مضامین جب کوشش سے شعر میں لائے جائیں تو وہ اپنے قدرے تلخ اثرات چھوڑ جاتے ہیں میری کوشش ہوتی ہے کہ میرا شعر زود فہم ہو آسان پرائے میں ہوتا کہ کم علم شخص بھی شعر میں کہی گئی بات کو سمجھ سکے اور لطف اٹھا سکے میری عادت ہے کہ میں خود سے بہتر عِلم والوں کی صحبت میں بیٹھتا ہوں تاکہ میرے علم میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائے خدا کا شکر کہ اپنے استادِ گرامی جناب احمد فراز مرحوم کے بعد مجھے دُنیائے اُردو ادب کے عظیم شعراء جناب خالد احمد، جناب نجیب احمد، جناب اعجاز کنور راجہ جناب عباس تابش اور چند دیگر اصحابِ علم و فضل کی ہم جلیسی میسّر آئی ہے اِن مخلص دوستوں سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے باقی میں کسی کا آہنگ اختیار کرنے کا قائل نہیں ہوں میرا اپنا اسلوب ہے میرا اپنا رنگ ڈھنگ ہے میں اسی میں رہ کر اچھا شعر کہنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہوں میں اپنی شاعری کی پذیرائی کے لیے کوئی حربہ اختیار نہیں کرتا عوام سے تو مجھے سندِ پذیرائی حاصل ہے شعراء کے دلوں کا حال خدا جانے کیوں کہ یہ طبقہ ہر بات کرنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ کسی کے بارے میں رائے دینے سے خود اسے کیا فائدہ یا کیا نقصان ہوگا یعنی یہ اپنی حقیقی رائے سے کم ہی آگاہ کرتے ہیں یہ جس کے بارے میں چُپ سادھ لیں میرے خیال میں وہ اچھا شاعر ہوتا ہے ورنہ جو اچھا نہیں ہوتا یہ حیلوں بہانوں اس کی مٹی پلید کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے میری شاعری کو یہ شرف حاصل ہے کہ اسے اُردو ادب کے عظیم شعراء جناب خالد احمد، جناب نجیب احمد کے قلم سے پذیرائی کی اسناد مل چکی ہیں اور یہ میرے لئے کافی ہیں۔

ابرار حامد
181۔ جوہر پارک گلی حکیماں مین بازار شیخوپورہ
فون نمبر 0300-4393948

بتاریخ: 03.07.2009

ترتیب

غزل نمبر	پہلا مصرع	صفحہ نمبر
1	اماں کی آس دِلا کر جو بے اماں کر دے	8
2	گئے وہ کھیل کے دن اب گئی جوانی کہاں	9
3	کسی نے مجھ کو جب اچھا کبھی کہا ہوگا	10
4	تمھارے کہنے پہ بھی جائیں تو کدھر جائیں	11
5	نہ سرد مہری تری مجھ کو منجمد کر دے	12
6	ہَوا کے جھونکو! یہ کیسی وفا نبھاتے ہو	13
7	کسی کو دل سے کسی کے نکال سکتی ہے	14
8	نہیں ہے رُکنا تو جو بھی مرا زیاں کر لے	15
9	اے زندگی یہ کہاں لا کے مجھ کو مارا ہے	16
10	تمھارا جب بھی کہیں جاناں تذکرہ ہوگا	17
11	تو کیا تھی روٹھ گئی نیند رات بھر کے لئے	18
12	ہَوا نے گرچہ دیا تو بُجھا دیا ہوگا	19
13	نہ پہلو میں ہو بٹھاتے نہ جانے دیتے ہو	20
14	ذلیل وخوار بھی ہے بس وہ دربدر ہی نہیں	21
15	تو اپنی جیت پہ یا مری ہار پر خوش ہے	22
16	یہ کیسا جادو کیا حُسن کی لطافت نے	23
17	بنا کے پیڑ پہ رہتی نہیں یہ گھر کیوں کر	24
18	کسی طرح کے بھی جن کو کہ غم نہیں ہوتے	25
19	پڑ جائے گر کبھی پسِ دیوار دیکھنا	26
20	لے ہجر جاگا پھر تری تصویر دیکھ کر	27
21	تیری طرف سے گرچہ محبت نہیں ملی	28
22	اِس نے مجھے یہ دیکھا ہے کس انہماک سے	29
23	اُوج و زوالِ عشق سے صَرفِ نظر نہ کر	30
24	کوئی تو اس زوال کو اب مجھ سے ٹال دے	31
25	بے شک منافقوں ہی سا مجھ سے مِلا کرو	32
26	کیوں پھول کو مَسل کر پریشان ہوگئے	33
27	مایوس کر نہ ڈالے تری بے رُخی مجھے	34
28	کر بیٹھے رہنما ہیں ترے نقشِ پا کو ہم	35

نمبر شمار	------------- پہلا مصرع -------------	صفحہ نمبر
29	کیا چاہتے ہو مجھ سے رعونت سے دیکھ کر	36
30	اندازِ بقا کوئی نہ اب مرگِ فنا ہے	37
31	مُسکان بھی اظہارِ طلب ہی کی ادا ہے	38
32	چل اور نہیں کچھ تو اَب اتنا تو بھلا کر	39
33	پھولوں سے مہک مَے سے نشہ جاتا رہا کیوں	40
34	کب تجھ سے کہا میں نے کہ دامن کی ہَوا دے	41
35	کیوں صدقہ اُتاروں نہ تری میٹھی زباں کا	42
36	کمزور پہ کیوں پھر بھی بیٹھاتا ہے عبث دھاک	43
37	بے پوچھے ہیں کیا آئے ترے پیار نگر میں	44
38	اے کاش یہ جینا ہی کچھ آسان تو ہوتا	45
39	صحرا کو تو مت بھولو سمندر کے بیاں میں	46
40	کچھ بھی ہو کبھی آنکھ کو نم ہونے نہ دینا	47
41	یہ کس نے اُجاڑا ہے محبت کے نگر کو	48
42	میں کسی رتبے کا بھی کیوں کر تمنائی نہیں	49
43	نیند گو خوابوں کے ہاتھوں سے مری برباد ہے	50
44	ریت کی دیوار بھی کیا چھت اٹھا پائی کبھی	51
45	فاصلو! ہجر کا کیوں کرب بڑھا دیتے ہو	52
46	کیوں پشیمان نہ ہوں عشق مسلسل کر کے	53
47	کون ہے جس نے محبت میں قناعت کی ہے	54
48	کس نے روکا ہے مجھے ملنے کو آنے سے تجھے	55
49	یہ اب کن مسئلوں سے آج ہم دوچار دیکھو	56
50	یہ میرے خشک ہونٹوں پر ہنسی کیوں آ رہی ہے	57
51	دُکھانے کو یہ دل کیوں قہقہے برسا رہے ہو	58
52	مری جاں تجھ سے کیا مجھ کو محبت ہو گئی ہے	59
53	جو دیکھا دشت تو رُخ ہی بدل ڈالا گھٹا نے	60
54	یہ مایوسی نہیں رُخ پر تھکن ہے	61
55	کل بھی درباری تھا شاعر آج بھی ہے درباری	62
56	ارمانوں کے بہتے دریا کب ٹھہرے کب سُوکھے ہیں	63
57	سورج نے تو ڈوب ہے جانا چاند نے کو چڑھ جانا ہے	64
58	گو خوشی میری اب خوشی نہ رہے	66

نمبر شمار	پہلا مصرع	صفحہ نمبر
59	روشنی جب بھی روشنی نہ رہے	66
60	حُسن کی ہار کون دیکھے گا	67
61	اب ترا پیار کون دیکھے گا	68
62	زیرِ دستار کون دیکھے گا	69
63	بات کر دیکھو تو قرینے سے	70
64	بے خطا کیوں یہ دی سزا مجھ کو	71
	فردیاتِ ''کیاری''	72تا144

حمدِ باری تعالیٰ

زباں جل جائے جو کہدوں خدا کا کوئی ہمسر ہے
کوئی بُھولا کبھی ہوگا تُو پل پل مجھ کو ازبر ہے

جسے جو بھی ہے جس پر برتری تیری عطا سے ہے
جو اپنے طور پر ہے وہ فقط اک تُو ہی برتر ہے

ابرار حامد - 22.06.2009

توصیفِ انبیاءؑ

ہیں آدمؑ سے محمدؐ تک پیمبرؑ سب بڑے رہبر
کوئی تو ہے کسی پر میں مگر کہتا نہیں برتر

مِرا منشور ہے حامدؔ سبھی کو امن میں رکھنا
کہ ہر اک ہی پیمبرؑ نے اِسی کو ہے کہا بہتر

ابرار حامد - 22.06.2009

○

اماں کی آس دِلا کر جو بے اماں کر دے
اسے بھی کوئی نہ عبرت کا کیوں نشاں کر دے

معاملے کی وہ شاید نہ تہہ تلک پہنچے
وہ میرے بارے خدا جانے کیا بیاں کر دے

مجھے وہ رکھّے گا کب تک یونہی تذبذب میں
جما دے چشمے کو یا پانی پھر رواں کر دے

سُنے جو مجھ کو پڑے سکتے میں وہ حیرت سے
طلسم خیز مِرے حرف کی زباں کر دے

مرے دروں میں شب و روز تو نہ وہ جھانکے
ہے جھانکنا تو مجھے مجھ پہ پھر عیاں کر دے

سفر بھی گردُوں کا ہے راہ میں خلاء بھی ہے
وہ چل کے ساتھ مِرے مجھ کو کارواں کر دے

وفا کے دشت کی کب خاک میں نے کم چھانی
وہ اسقدر تو کرے زیبِ داستاں کر دے

بس ایک ہی یہ تمنّا ہے اوّل و آخر
مِری اُڑان کی حد میں وہ لامکاں کر دے

بُجھا دُوں عشق شرارے کو کیوں نہ اب حامدؔ
سُلگ سُلگ کے نہ دل کو دُھواں دُھواں کر دے

04.04.2009 - ابرارحامد

○

گئے وہ کھیل کے دن اب گئی جوانی کہاں
یہ مجھ کو لائی مِری زیست کی روانی کہاں

یہ اک ثبوت تو ہے اُس کے اک تعلق کا
بدل ہے جاناں کا اُس کی کوئی نشانی کہاں

گو عمر بھر کے بھی لے مجھ سے فائدے میرے
مگر بتا گئے بچپن کے یار جانی کہاں

کماں میں تیر تو کسنا پڑے گا اب تجھ کو
"ترے معاملے نپٹیں گے اب زبانی کہاں"

کسی بھی چیز کو سب کچھ ہی مت سمجھ اپنا
تجھے خبر کیا وہ تُو نے ہے کل گنوانی کہاں

اک ایک بات سے سَو بات نکلے جاتی ہے
سمجھ نہ آئے کروں ختم اب کہانی کہاں

سدا تُو اپنی ہی مجھ سے رہا ہے منواتا
اے یارمار مری کوئی تُونے مانی کہاں

خیال کر لیا کر گاہے بے بسی کا مِری
اک ایک بات بھی تیری ہے آسانی کہاں

لے تجھ کو طشت میں اب خود کو پیش کرتا ہُوں
سو حامد اب تو نہ کہہ یہ ہے میزبانی کہاں

ابرار حامد - 09.04.2009

○

کسی نے مجھ کو جب اچھا کبھی کہا ہوگا
وہ چھوڑ جانے پہ مجھ کو تڑپ اُٹھا ہوگا

اِدھر جو اُس سے وفا پر ہُوں اب فسردہ تو
اُدھر وہ اپنی جفا پر بھی رو رہا ہوگا

کسی کو اُس کے سِوا میں نے جب نہیں چاہا
اُسے بھی کیسے کوئی اور بھا گیا ہوگا

اب آنا ہے تو وہ آئے وگرنہ پھر اُس کی
طلب کا جلتا دیا جل کے بجھ چکا ہوگا

اب اُس کی راہ میں ہُوں میں تو دیکھنا کل کو
ضرور وہ بھی مِری راہ میں کھڑا ہوگا

میں پورا زور لگا دُوں گا اُس سے ملنے پر
کسی طرح تو کبھی اُس سے رابطہ ہوگا

وہ کوئی گنبد بے در میں تو نہیں رہتا
کوئی تو جانے کا اُس تک بھی راستہ ہوگا

وہ ایک بار گھڑی دو گھڑی کو مِل تو لے
میں دیکھوں مجھ سے وہ پھر کس طرح جدا ہوگا

کب اُس کا اتنا یونہی ہے زیاں ہُوا حامدؔ
کسی نے کہہ کے وہ کچھ اُس پہ اڑ گیا ہوگا

ابرار حامد - 27.04.2009

○

تمھارے کہنے پہ بھی جائیں تو کدھر جائیں
ہم ایسا کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ مَر جائیں

تم آندھی اور بنیں پھول ہم نہ کیوں دونوں
تمھارے ہاتھوں چلو جاناں ہم بکھر جائیں

یہ جاں تو وقف ہے کی ہم نے بس محبت کو
یہ بھول جاؤ کہ ہم دار سے بھی ڈر جائیں

کنارے توڑ کے کوئی سکھا نہ دے ہم کو
ہیں نالے کیوں نہ سمندر میں ہم اُتر جائیں

تمھارے ہاں سے زر و مالِ عشق حاصل ہے
یہاں سے کس لئے ہونے کو در بدر جائیں

تمھیں بھی ورنہ کوئی کل کو چھوڑ جائے گا
اے حُسن والو کسی کو نہ چھوڑ کر جائیں

جو تم بھی کرنے لگو قدر کچھ وفاؤں کی
ہمارے دل کیوں تمھاری طلب سے بھر جائیں

دنوں کا برسوں میں گزرے گا یوں سفر جاناں
سفر پہ تنہا ہی کیوں دونوں ہمسفر جائیں

پھر اُس کے بعد رہیں یا نہ ہم رہیں حامدؔ
جو یادگار ہو وہ عشق کیوں نہ کر جائیں

ابرار حامد - 22.05.2009

○

نہ سرد مہری تری مجھ کو منجمد کر دے
تُو اپنا ہاتھ مِرے شانے پر ذرا دھر دے

تُو ریت سا کیوں نکل کر بچھڑ گیا مجھ سے
آ میری بانہوں کے کاسے کو خود سے پھر بھر دے

تِرے لئے میں اُٹھا لُوں گا خود کو ہر در سے
مگر تُو اپنا بھی تو اپنوں سا مجھے در دے

مِری سرشت میں رکھ دی اُڑان گر تُو نے
تو نوچ جانے پہ ہر بار پھر نئے پر دے

پرندوں تک کو دیئے تُو نے گھونسلے جب تو
مجھے بھی رات بسر کرنے کو کوئی گھر دے

میں اِس فساد بھری دنیا میں سکوں چاہُوں
مزاج جیسا جسے دے مجھے سُبک سر دے

قدم قدم پہ ہیں کتنے ہی جاں گُسِل منظر
تُو ایسے میں تو نہ اب مجھ کو دیدۂ تر دے

کسی کو میں بھی لگوں اُس کے اپنوں جیسا یوں
مِرا سراپا وفا سے خلوص سے بھر دے

خزانے مانگے ہیں حامدؔ نے کب کوئی تجھ سے
تُو ہو کے میرا کیا وعدہ بس وفا کر دے

ابرار حامد - 28.05.2009

○

ہَوا کے جھونکو ! یہ کیسی وفا نبھاتے ہو
کہ خشک پتّوں کو بھی در بدر گھماتے ہو

کوئی کسر ہے اُٹھا رکھّی پیار میں تو کہو
یہ روز غیروں سے کیوں پھر بھی پیش آتے ہو

تمھی کہو تو یہ کس پیار کی ادا ہے کوئی
یہ بات بات پہ کیوں رعب سا جماتے ہو

ہمارا نام تو رکھّا زباں تلک تم نے
ہے کون دل سے جسے دل میں تم بساتے ہو

نہ آئے حرف کہیں بے رخی کا یوں تم پر
نظر کے ملتے ہی کیوں کر نظر چُراتے ہو

کہیں مزاج تمھارا تو اب نہیں برہم
کہ تم بلاتے ہو ہم کو نہ خود ہی آتے ہو

تمھارے بارے کریں کیسے فیصلہ کوئی
کبھی ہنساتے ہو پل میں کبھی رُلاتے ہو

اُٹھانی پڑتی ہے تکلیف تو تکلّف میں
کمر جو توڑ دے وہ بوجھ کیوں اُٹھاتے ہو

تمھاری کون سی کی بات رد کبھی حامدؔ
تو پھر یہ ہاتھ سے تم ہاتھ کیوں چھڑاتے ہو

ابرار حامد - 29.05.2009

○

کسی کو دل سے کسی کے نکال سکتی ہے
کسی کا پیار جفا کیسے پال سکتی ہے

یہ گرد ایسے تو دانستہ مت اُڑا ناداں
اِسے ہوَا ترے رُخ پر بھی ڈال سکتی ہے

اِسے تُو چھوٹی سی اک بات مت سمجھ جاناں
یہ بے رُخی تو خوشی غم میں ڈھال سکتی ہے

تُو اپنے رُخ پہ سدا ایک مُسکراہٹ رکھ
یہ تجھ سے صدہا وبالوں کو ٹال سکتی ہے

یہ بے رُخی تو مُروّت بھی رکھ نہیں سکتی
فقط وفا ہی محبت سنبھال سکتی ہے

بندھا رہوں تری زنجیرِ آس سے کب تک
یہ قید تو مری سب عمر گال سکتی ہے

نہ چھیڑ چھاڑ کیا کر سبھی میں تو مجھ سے
یہ رازِ عشق کو پل میں اُچھال سکتی ہے

ترے بغیر ہے اک دھند سوچ پر آ جا
اے مہ جبیں تُو مرا دل اُجال سکتی ہے

کسی کو کیا ترے حامؔد کی فکر لاحق ہو
تری توجّہ مجھے دیکھ بھال سکتی ہے

ابرار حامد - 30.05.2009

○

نہیں ہے رُکنا تو جو بھی مِرا زیاں کر لے
تُو مجھ کو جیسا بھی اے یار اب گماں کر لے

گو دل کی کشتی طلب دریا میں اُتار اپنی
کسی کے پیار کو پر اس کا بادباں کر لے

سفر اکیلے میں خطرات سے نہیں خالی
کسی کے ساتھ سے خود کو تُو کارواں کر لے

جفا کے تیروں کی بوچھار چار سُو سے ہے
وفا کی ڈھال محبت کی پاسباں کر لے

اکیلے پن کی کڑی دھوپ میں نہ جل جانا
کسی کے ساتھ کو اب خود پہ سائباں کر لے

میں ساری عمر تِری آس پر بِتا لُوں گا
تُو مجھ پہ خود کو ذرا سا تو مہرباں کر لے

دُکھوں کا بوجھ تو ہوتا ہے کم بیاں کر کے
کوئی بھروسے کا شخص اپنا راز داں کر لے

یہ پیار کا ہے سفر کب یہ سب کو پیش آئے
تُو میرے ساتھ اِسے طے کشاں کشاں کر لے

مجھے ہے پانا بہر طور اَب اسے حامدؔ
گو اب رقیب بھی منزل دھواں دھواں کر لے

ابرار حامد - 31.05.2009

○

اے زندگی یہ کہاں لا کے مجھ کو مارا ہے
مصیبتوں کا سمندر ہے گم کنارا ہے

اک ایک پل تیری موہوم آس پر کاٹوں
کسی نے عمر کو یوں بھی کبھی گزارہ ہے

یہ بات بات کی تردید کیوں لگا کرنے
تری طرف سے یہ کس بات کا اشارہ ہے

مِرا وجود تو موجود ہے ترے دم سے
ترے سِوا بھی مرا کون اب سہارا ہے

کِھلا جو غنچہ تو گرد و غبار آ لپٹے
یونہی تو اس کو نہیں اوس نے نکھارا ہے

وجودِ ذات کی اس کے دلیل ہے اُس نے
یہ کائنات کا گھر بے ستوں اُسارا ہے

سخن کسی کا مجھے تو نہیں گوارہ بھی
ہے شکر میرا کسی کو اگر گوارہ ہے

یہ اور بات ترے ذوق کو نہ راس آئے
اک ایک شعر وگرنہ بہت سنوارہ ہے

اُٹھا نہ عشق کا یہ بوجھ ناتواں حامد
یہ تیرے سہنے سے ناداں بہت ہی بھارا ہے

ابرار حامد - 02.06.2009

○

تمھارا جب بھی کہیں جاناں تذکرہ ہوگا
"تمھارا ہم سے" بیاں عشق برملا ہوگا

نگاہیں پھیر لیں کس وقت بخت نے ہم سے
صِلہ وفا کا وہ اب دینے آرہا ہوگا

شکست و ریخت ہی شان ہر کھنڈر کی ہے
محل میں کہنے پہ اک شور اُٹھ کھڑا ہوگا

ہمارا حِصّہ کہیں بھی نہ کیوں دِکھائی دے
کسی نے اور کسی کو یہ کیوں دیا ہوگا

یہ اب اندھیرا بھی کیوں اتنا چیخ اُٹھا ہے
ضرور جلتا دیا اُس سے بجھ گیا ہوگا

نکال کر ہو چلے تم بھی اپنا مطلب کیوں
خیال تھا کہ تمھارا تو آسرا ہوگا

تمھارے بارے تو دل روز ہی یہ کہتا تھا
تمھارے جیسا کہاں کوئی دوسرا ہوگا

اُسی کی کشتی اُترنی ہے وصل ساحل پر
جسے نہ عشق کا طوفان لے اُڑا ہوگا

ہے چھوڑا تم نے پہ حامؔد نے تو نہیں چھوڑا
تمھاری رہ میں کہیں اب بھی وہ پڑا ہوگا

ابرار حامد - 05.06.2009

○

تو کیا تھی روٹھ گئی نیند رات بھر کے لئے
جو انتظار کیا رات بھر سحر کے لئے

اَٹا ہو گرد سے گر پھول بھی تو کب بھائے
نکھار بخش ہے ہر اشک چشمِ تر کے لئے

ہے حُسن جو بھی فقط عشق ہی کے دم سے ہے
کہ جیسے پیڑ ضروری ہے ہر ثمر کے لئے

نکل نہ گھر سے بلا سے پہ سوچ بھی مت یوں
کہ میں ہُوں خلق ہُوا تیری رہگذر کے لئے

جنوں ہی رختِ سفر عشق کے سفر کا ہے
بغیر اس کے نہ چل پڑنا اس سفر کے لئے

ترا ہوں لاکھ اذیت پہ بھی میں تیرا ہُوں
ہے رہنا دھوپ ہی میں لکھّا ہر شجر کے لئے

میں تیرے ہوتے بھی کیا تجھ سے کم نہیں ملتا
نہیں ہے وقت ہی اب تو اِدھر اُدھر کے لئے

کوئی بھی کام کبھی سرسری سا مت کرنا
کمال ایک ہے معراج ہر ہُنر کے لئے

وہ سنگدل ہے کہ حامدؔ کمی ہے کچھ تجھ میں
کچھ اور چاہ کے دیکھ اُس پہ کچھ اثر کے لئے

ابرار حامد - 10.06.2009

○

ہَوا نے گرچہ دیا تو بُجھا دیا ہوگا
اندھیرے نے بھی تو رستہ بُھلا دیا ہوگا

کہاں ہُوئے ہو عبث اسطرح سے تم رسوا
کسی نے عیب سے پردہ اٹھا دیا ہوگا

مکاں کے گِرنے کا تو زلزلہ بہانہ تھا
کسی کو پاس بٹھا کر اُٹھا دیا ہوگا

ضرور نام لبوں تک تو آ گیا ہوگا
یہ اور بات لبوں میں دبا دیا ہوگا

یونہی رسائی نہ اب تم تلک سبھی چاہیں
کسی سے بھول کے وعدہ نبھا دیا ہوگا

بڑا وقار تمھارا ہے ایک اک دل میں
دو بچھڑے یاروں کو پھر سے مِلا دیا ہوگا

یہ آجکل ہو پڑے رہتے گھر میں تنہا کیوں
کسی کا یار کسی سے چھڑا دیا ہوگا

کسی نے توڑا نہیں بے سبب یہ آئینہ
کسی کو اس نے دَروں بھی جتا دیا ہوگا

کسی کو کیا کہ کرے تم سے وہ حسد حامدؔ
کسی سے آگے نکل کر دِکھا دیا ہوگا

ابرار حامد - 13.06.2009

○

نہ پہلو میں ہو بٹھاتے نہ جانے دیتے ہو
بڑھانے دیتے نہ چاہت گھٹانے دیتے ہو

دیارِ عشق میں یہ جبر کیوں کیا نافذ
سناتے اپنی نہ ہم کو سنانے دیتے ہو

یہ اب ہو دست و گریباں پہ کس لئے اُترے
کسی کو بات ہی کیوں کر بڑھانے دیتے ہو

کبھی ہے عشق چُھپا اس طرح چُھپانے پر
کہ آہ بھرنے نہ آنسو بہانے دیتے ہو

ہم اپنا چھوڑ کے گھر کیوں تمھارے ہاں آئیں
بجز غرض کے کہاں تم ٹھکانے دیتے ہو

کوئی جیے کہ مَرے تم نے کب خبر لی ہے
زمانے تم بھی کہاں دُکھ نہ آنے دیتے ہو

گِرے پڑے جو نہیں لگتے ہم تمھیں اچھے
گِریں تو کیوں نہ کسی کو اُٹھانے دیتے ہو

جو بُجھ گیا تو اندھیرے میں خاک دیکھیں گے
دیا ہَوا سے نہ اب کیوں بچانے دیتے ہو

یہ کشمکش میں ہے کیوں ڈالا پیار کو حامدؔ
وفا نبھاتے نہ ہم کو نبھانے دیتے ہو

ابرار حامد - 16.06.2009

○

ذلیل و خوار بھی ہے بس وہ در بدر ہی نہیں
کہ شب گزارنے کو جس کے پاس گھر ہی نہیں

گھروں سے نکلیں تو کیوں محفل کوچہ گردی کو
ہمیں کسی بھی طرح حاجتِ سفر ہی نہیں

وہ ایک انساں کہاں بُت تو ہو کوئی شاید
کہ جس کے چہرے پہ نادان چشمِ تر ہی نہیں

کسی زیاں سے بھی بچ جائے وہ تو کافی ہے
کہ اُس کے پاس کوئی دُور رس نظر ہی نہیں

پُلوں کے نیچے سے کب کا گزر چکا پانی
کہاں ہو کھوئے جواب تک تمھیں خبر ہی نہیں

جو بات بات میں اُلجھائے سادہ لوحوں کو
کسی طرح سے بھی وہ شخص معتبر ہی نہیں

تمھارے گھر کو نہ جائے جو اُس میں کیوں بیٹھیں
جہاں سے گزرو نہ تم وہ تو رہگذر ہی نہیں

وہ لینے دینے کی شے سے زیادہ کب کچھ ہے
وہ ہاتھ ہاتھ ہے کب جس میں کچھ ہُنر ہی نہیں

سہانے خواب کی خاطر بھی کیوں وہ سب چاہیں
کہ جس کی ہونی اے حامد کبھی سحر ہی نہیں

ابرار حامد - 21.06.2009

○

ٹو اپنی جیت پہ یا میری ہار پر خوش ہے
ٹو راستے پہ کہ گرد و غبار پر خوش ہے

میں تیری سوچ کی گہرائی دیکھنا چاہوں
ٹو اک گھٹا پہ کہ چشمے کی دھار پر خوش ہے

یہ جان لیوا بھی حالات دیکھ کر اب کیا
ٹو سر گرانی کہ صبر و قرار پر خوش ہے

بتا تو صبر طلب دل ہے یا جنوں پرور
کسی کو پانے پہ یا انتظار پر خوش ہے

غرض پرستی تجھے بھائے یا جہاں داری
ٹو جاں نثاری پہ یا جاں نثار پر خوش ہے

تجھے بھروسے پہ کتنی ہے دسترس حاصل
ٹو اعتبار پہ یا انحصار پر خوش ہے

بہار کُش یہ خزاں کب کسی کو بھائی ہے
خزاں سے ہاری بھی ٹو کیوں بہار پر خوش ہے

یہ مانا پھول سے ہے لمبی عمر کانٹے کی
پہ پھول پھول ہے کیوں پھر بھی خار پر خوش ہے

ہزار دکھ بھی سہی اس میں لطف بھی تو ہیں
عجب ہے پیار سے حامد فرار پر خوش ہے

ابرار حامد - 22.06.2009

○

یہ کیسا جادو کیا حُسن کی لطافت نے
ہزار روگ لگا ڈالے اک محبت نے

کروں بلند علم کس طرح بغاوت کا
کہ ہاتھ پاؤں مرے باندھے ہیں روایت نے

تمیزِ سود و زیاں تک نہیں رہی اب تو
یہ کیسا رولا مجھے عشق کی مصیبت نے

مِرے خمیر میں ضد ہے گُندھی ہُوئی شاید
کہ ہار مان لی مجھ سے میری ہزیمت نے

مرے رقیب گو ماہر تو تھے مروّت کے
ہَرا دیا پہ انھیں بھی مری حمایت نے

نہ پوچھ تیرے بِنا کیسے اب گزرتی ہے
بُھلایا وصل ترے ہجر کی اذیّت نے

کہاں ہے پہلے سا بے لَوثی کا زمانہ وہ
بنایا غیر کو اب اپنا بس ضرورت نے

مجھے دیا ہی نہیں کہنے مُدّعا تجھ سے
ترے گِلے تیرے شِکوے تِری شکایت نے

اب اور کیا دُوں مجھے پہلے ہی بہت حامدؔ
اجاڑہ اِس تری خود ساختہ ولایت نے

ابرار حامد - 23.06.2009

○

بَنا کے پیڑ پہ رہتی نہیں یہ گھر کیوں کر
ہَوَا نے پتّوں کو کر رکھّا در بدر کیوں کر

لگا ہے تجھ ہی کو سُرخاب کا فقط پر کیا
رہے یہ تجھ ہی پہ ٹھہری مِری نظر کیوں کر

یہ دل ہے ابر سا چشمے سی آنکھ ہے جب تو
نہ برسے رُت میں بھی ساون کی چشمِ تر کیوں کر

جُدا تو میں تھا ہُوا تجھ سے تیرے کہنے پر
ہُوا ہے میرا مخالف یہ شہر بھر کیوں کر

جو اصل بات ہے دو ٹوک کیوں نہیں کہتا
تُو کر رہا ہے یہ اتنی اگر مگر کیوں کر

اے راہ رَو ہے تری میری ایک جب منزل
تو میرے ساتھ نہیں کرتا تُو سفر کیوں کر

دبا کے ڈھیر میں مٹی کے یہ نہ کیوں رکھیں
جلا نہ دے گا سبھی شہر کو شرر کیوں کر

جو آگ بجھ بھی گئی تو دھواں تو اُٹھنا ہے
کسے نہ ہوگی کبھی اِس کی پھر خبر کیوں کر

کب ایک حرف بھی میں نے غلط کہا حامدؔ
رہی ہے بات مِری اس پہ بے اثر کیوں کر

ابرار حامد - 31.06.2009

○

کسی طرح کے بھی جن کو کہ غم نہیں ہوتے
یہ لوگ وہ ہیں کہ جن کے صنم نہیں ہوتے

جفا میں جیسے کرم بھی کرم نہیں ہوتے
وفا میں ایسے ستم بھی ستم نہیں ہوتے

خود اپنی بات سے انکاری ہو رہے ہو کیوں
کسی کے ایسے تو قائم بھرم نہیں ہوتے

ہمارا حوصلہ دیکھو گو ہم نہیں کہتے
حَسین کسی کے خدا کی قسم نہیں ہوتے

وہ خاک جانیں وفا کس بَلا کو کہتے ہیں
جو جاں نثاروں کے بھی ہمقدم نہیں ہوتے

ہمارے ساتھ کہ جب جاناں تم نہیں ہوتے
خود اپنے ساتھ بھی اُس وقت ہم نہیں ہوتے

وہ عکس ہوتا ہے بس یاس کے تصوّر کا
وہ لہجہ جس میں کہ کچھ زیرو بم نہیں ہوتے

بَلا سے جتنا کرو اور بھی حسد ہم سے
کسی کے وصف نہ ماننے سے کم نہیں ہوتے

وہ شخص عاری نہیں کیا جنون سے حامدؔ
خیال جس کے خیالوں میں ضم نہیں ہوتے

ابرار حامد - 01.07.2009

○

پڑ جائے گر کبھی پسِ دیوار دیکھنا
غفلت کی نیند سے ہو کے بیدار دیکھنا

بے سَر کا جسم کس ہے قطار و شمار میں
سَر کو بچا کے پھر کوئی دستار دیکھنا

دیکھو قدیم دَور کے آثار جب کبھی
اُس دَور کے کمال کا معیار دیکھنا

پڑ جائے گر پرکھنی ذہانت کسی کی تو
باتوں کو اُس کی چھوڑ کے کردار دیکھنا

کیا کوئی حادثہ تو نہیں رُو نما ہُوا
کیوں آج بند سارے ہیں بازار دیکھنا

آندھی مخالفت کی ہے طوفاں سی چل رہی
اب اُس کو رُک کے ہوگیا دشوار دیکھنا

ہم باوفا ہیں بھول نہ پائیں گے یوں تمھیں
جاتے ہُوئے نہ رو کے ہمیں یار دیکھنا

انساں ہیں مٹی کے بھی تو مادھو نہیں ہیں ہم
کیوں تم ہمیں ہو اتنے بھی درکار دیکھنا

حامدؔ گو اِس کی آڑ میں لٹکا دو دار پر
لیکن نہ کرنا پیار سے انکار دیکھنا

ابرار حامد - 07.04.2009

○

لے ہجر جاگا پھر تری تصویر دیکھ کر
کیوں مَر نہ جاؤں بے جا یہ تعزیر دیکھ کر

کھینچی تو بولا شاہ ! چُھوا بھی ہے کیوں اِسے
میں خوش ہُوا تھا عدل کی زنجیر دیکھ کر

جب چھوڑ کر تُو چل دیا مجھ باوفا کو بھی
منہ کو کلیجہ آگیا تقدیر دیکھ کر

جس خواب ہی میں خواب کی تعبیر ہجر تھا
پتھرائی کیوں نہ آنکھیں وہ تعبیر دیکھ کر

پڑھ بیٹھا کیا اسے میں کھڑے رونگٹے ہوئے
انگشت بہ دنداں ہُوں یہ تحریر دیکھ کر

تُو نے یہ وقت پوچھ کے کیسے کی دوستی
ہونا پڑا ترا تری تدبیر دیکھ کر

اک عمر دوسروں کو دیئے اپنے فائدے
دیکھو جلو حسد سے نہ توقیر دیکھ کر

مُردے سے اُس کی نسل چلانے کو چل پڑے
دے گا نہ داد کون یہ تسخیر دیکھ کر

حاؔمد وہ ایک بُت کے سوا اور ہے بھی کیا
جس کا نہ پگھلے دل کوئی دل گیر دیکھ کر

09.04.2009 - ابرارحامد

○

تیری طرف سے گرچہ محبت نہیں مِلی
پھر بھی پہ تیرے عشق سے فرصت نہیں مِلی

کب تیری میں نے بے جا بھی کوئی سہی نہیں
کیوں پھر بھی تیری مجھ سے طبیعت نہیں مِلی

جو بھی کہا ہے تُو نے بجا لایا کب نہیں
کیوں پھر بھی تجھ سے کوئی رعایت نہیں مِلی

اِک سانس بھی سکوں سے ہے لینا محال اب
ایسے میں خاک سوچوں کہ عشرت نہیں مِلی

پھر جس پہ اغوا ہونا تھا تاوان کے لئے
صد شکر ! مجھ کو ایسی بھی شہرت نہیں مِلی

کردار پہلے میرا پرکھ پھر تُو جو سمجھ
مجھ کو غرض کے حُسن سے رغبت نہیں مِلی

مانا کہ میرے حق میں بھی بولا نہیں کوئی
مجھ کو کسی سے مجھ سے شکایت نہیں مِلی

خود پر فریفتہ تو نہ اب کر کے حال پوچھ
عشقِ بُتاں میں کس کو اذیت نہیں مِلی

حامدؔ تھا تجھ پہ وارنا اب خود کو عشق میں
تجھ ہی سے اِس کی مجھ کو اجازت نہیں مِلی

ابرار حامد - 13.04.2009

○

اُس نے مجھے یہ دیکھا ہے کِس اِنہماک سے
دل میرا اُس کی سمت ہے لپکا تپاک سے

اے "بادلو" ! "گھٹاؤ" یہ سورج تو ڈھانپ دو
اُٹھنے لگا دُھواں سا ہے صحرا کی خاک سے

ہے دست بستہ عشق درِ حُسن پر کھڑا
تختِ جفا پہ حسن ہے اک طمطراق سے

لائے گا جُوئے شِیر بہا کر وہ خاک پھر
جب کوہکن نڈھال ہو کربِ فراق سے

جینا ہے سُکھ سکوں سے تو سامانِ جنگ رکھ
کب کس نے جنگ جیتی ہے نعروں کی دھاک سے

اپنے ہی گھر میں کھا کے نہ ٹھوکر میں گر پڑوں
روشن چراغ بھی جو اُٹھا دُوں میں طاق سے

اچھا ہے بے رُخی سے چُرانا نظر کہاں
اِس جان لیوا حادثے اندوہ ناک سے

تشکیل کے میں دَور سے اب ہُوں گزر رہا
پہچان لو گے کیا ہُوں اُتر لُوں تو چاک سے

اچھا لگے جو اُس سے جنوں سے وفا نبھا
حامد یونہی وقار نہ کھو تاک جھانک سے

ابرار حامد - 19.04.2009

○

اَوج و زوالِ عشق سے صَرفِ نظر نہ کر
سارا جہان بھی گو کرے تُو مگر نہ کر

چل کر ہی بیٹھا کارِ غلط ایک بار تو
اب یہ تو کر کہ اُس کو تُو بارِ دگر نہ کر

سینے کا میرے دل تو سمندر سے بڑھ کے ہے
مجبور اتنا رونے پہ اے چشمِ تر نہ کر

تیرے لئے کسے میں نہیں آیا چھوڑ کر
یوں بے خطا تو چھوڑ کے اب دربدر نہ کر

اپنا جتا کے بھی جو کرے تجھ سے ہاتھ پھر
اُس پر کچھ اِعتبار کبھی لمحہ بھر نہ کر

کیوں بات ہی کہی وہ بدلنی پڑی جو پھر
یوں خود ہی اپنی بات کو تو بے اثر نہ کر

پتھر ہی پڑنے آخری پھل تک بھی ہیں جسے
اُس پیڑ کو کبھی اے خدا بارور نہ کر

برسا نہ ابر جا کے سمندر پہ یوں عبث
دِکھلا کے کور چشم کو ضائع ہُنر نہ کر

حامدؔ کہاں ہیں پہلے سے حالات اب رہے
اب کوئی کام اِتنا بھی تُو بے خطر نہ کر

ابرار حامد - 04.05.2009

○

کوئی تو اِس زوال کو اب مجھ سے ٹال دے
گرداب سے زیاں کے سدا کو نکال دے

مجھ کو خوشی نہ دینا بھی گر مصلحت سے ہے
بے شک خوشی نہ دے پر نہ پل بھر ملال دے

میری اَنا کو اِس کے سوا کچھ نہ چاہیئے
دینا ہے کچھ تو میرے ہُنر کو کمال دے

میں اک حَسیں کے عشق کے ہاتھوں نڈھال ہُوں
پاتال میں فراز سے گرتے سنبھال دے

میں خاک چھان بیٹھا ہُوں سارے جہان کی
یہ میرا بخت چاند سا اب ہی اُجال دے

شاہوں کا شاہ تُو ہے جہاں سب کے سب ترے
اِس سمت بھی خزانے سے کچھ تو اُچھال دے

جس کا جواب تجھ کو نہ دے پاؤں میں کبھی
پرچے میں امتحاں کے نہ ایسا سوال دے

گو حَبس کے حوالے تُو کر جس کو پر کبھی
دم گھونٹ کر ہَوا نے ہے مارا مثال دے

حامدؔ پناہ مانگ ہر اس آرزو سے جو
تجھ کو قدم قدم پہ مصیبت میں ڈال دے

ابرار حامد - 07.05.2009

نظم

بے شک منافقوں ہی سا مجھ سے مِلا کرو
لیکن نہ فائدے بھی تو مجھ سے لیا کرو

اے میرے ہم نوالو مرے ہم پیالو یوں
کچھ اور بھی سلوک بَلا سے بُرا کرو

محتاج کب ہُوں یوں بھی تمھارے کرم کا میں
بے شک مُروتاً بھی نہ میرا بھلا کرو

اس ہفتے کیوں نہ آئی کتاب اور اک تری
مجھ پہ یوں طنزیں روز بَلا سے کیا کرو

مالی مشاعروں کی بھی بے شک خبر نہ دو
مجھ کو لگا کے اور طرف خود پڑھا کرو

گو مجھ سے لو نہ رائے کسی بھی کتاب پر
مضمون لکھنے کا بھی نہ موقع دیا کرو

کہتے رہو کہ اور کی بھی چَھپنے دو کتاب
اظہارِ خُبث یوں ہی چلو برمَلا کرو

میرے سخن کے ہو لئے اب بے شمار لوگ
لو کر سکو تو اُن کو بھی اس سے جُدا کرو

توقیرِ حرف میرے سخن کا شعار ہے
حامد ہوں مجھ سے بہتر ہے بچ کر رہا کرو

ابرار حامد - 03.06.2009

○

کیوں پھول کو مسل کے پریشان ہو گئے
کیوں کر خطا تمھارے ہیں اوسان ہو گئے

ایسا بھی کیا بگاڑا تمھارا تمھی کہو
کیوں ہو کے بھی شناسا ہو انجان ہو گئے

اک عمر ساتھ رہ کے بھی غیروں سے ہو ابھی
تم کب سے اس قدر بھی ہو نادان ہو گئے

کیوں کر نہ داد دیں یوں اداکاری پر تمھیں
تم گھر کے فرد ہو کے بھی مہمان ہو گئے

اُف کس قدر سراپا تمھارا حَسین ہے
ہم دیکھتے ہی تم پہ ہیں قربان ہو گئے

کیا ممتحن ہو دیکھتے ہی اک نظر تمھیں
سارے سوال عشق کے آسان ہو گئے

ہم تم پہ کیا فریفتہ دل جان سے ہُوئے
اب سانس بھی ہیں عشق کا تاوان ہو گئے

دو چار روز ساتھ ہمارے رہے ہو کیا
سب ہی ہمارے بخت پہ حیران ہو گئے

گو وہ فقط ہے چھوڑ کے حامدؔ گیا مگر
کیسے بتائیں کیا کیا ہیں نقصان ہوگئے

ابرار حامد - 08.06.2009

○

مایوس کر نہ ڈالے تری بے رُخی مجھے
کیوں ہو کے بھی شناسا کہے اجنبی مجھے

مجھ سے گریز چھوڑ دے دشمن نہیں ہُوں میں
ہوتی ہے دیکھ کر بھی تجھے تو خوشی مجھے

خوش بخت اور مجھ سا کوئی ہوگا پھر کہاں
مِل جائے گر سدا کو تری دوستی مجھے

اب التجا ہے تجھ سے چلا آ کسی طرح
اُتری ہے مارنے پہ یہ تجھ سے لگی مجھے

میرا تو پہلے ہی سے جگر چھلنی ہو چکا
اب تو سُنا کہانی نہ دردوں بھری مجھے

تُو مِل رہا نہ چھوڑ ہی سکتا ہوں میں تجھے
آ دیکھ کیسی مشکل ہے یوں آ پڑی مجھے

کوئی ترے خلاف ہے اک بات کہہ گیا
سوچوں کسی نے بات وہ کیوں کر کہی مجھے

کرتا ہُوں غور اُس پہ سُنوں جو بھی میں کبھی
لگتی نہیں ہے بات کوئی سرسری مجھے

حامدؔ تجھے خبر ہے تو مجھ کو بھی پھر بتا
کیوں رولے جا رہی ہے مری زندگی مجھے

ابرار حامد - 15.06.2009

○

کر بیٹھے رہنما ہیں ترے نقشِ پا کو ہم
منزل تلک تو روکیں گے اب تو ہوا کو ہم

چھوڑیں تجھے تو ٹھہریں گے خود ہم بھی بے وفا
اپنا چکے گو بھول کے تجھ بیوفا کو ہم

کیوں کر دلوں کے مَیل نہ اب کر لیں دُور خود
ثالث بنائیں عشق میں کیوں کر خدا کو ہم

تُو خود ہنسے نہ ہم کو ہنسائے کبھی ذرا
اب کیا کریں یہ غیر سے تجھ آشنا کو ہم

طوفانِ باد و باراں رُکا کس سے کب ذرا
کب تک دبا کے رکھیں گے دل کی صدا کو ہم

فطرت ہی راستی ہے تو کیوں چھوڑ دیں اسے
کر سکتے ہی نہیں ہیں روا ناروا کو ہم

دیکھ اب کسی رقیب کی جانا نہ بات پر
کب تجھ سا سمجھیں جاناں تیرے سوا کو ہم

نسبت ہے کیا گلاب کو اِس حُسن سے ترے
کیا عام رنگ جان لیں رنگ حِنا کو ہم

حامؔد ہے دل نہ آنکھیں کچھ اب اختیار میں
کیسے طلسمِ حُسن کی ٹالیں بَلا کو ہم

15.06.2009 - ابرار حامد

○

کیا چاہتے ہو مجھ سے رعونت سے دیکھ کر
ملنا ہے جو ملے گا محبت سے دیکھ کر

عُریانیوں میں لپٹے بدن ننگے ہیں کہاں
شک ہے تو دیکھو چشمِ بصیرت سے دیکھ کر

دیکھو جسے بھی دیکھو اسے مُسکرا کے ہی
ہر رشتہ ٹوٹ جاتا ہے نفرت سے دیکھ کر

وارے گا اپنی جاں بھی وہ کیوں کر نہ تم پہ پھر
دیکھو تو تم کسی کو محبت سے دیکھ کر

دل صاف کر لو چہرہ بتا دے گا حال خود
کون اُترا کس کے دل میں کدورت سے دیکھ کر

نکلا تھا بدلہ لینے جفاؤں کا تم سے میں
لو تم کو چھوڑا پیار کو غیرت سے دیکھ کر

پھر بھی چھُڑایا ہاتھ تمھارے نہ ہاتھ سے
غیروں سا پیش آتے اذیت سے دیکھ کر

تنہا وہی ہے جس کا کہ حامی کوئی نہیں
مت کھو کبھی کسی کو نزاکت سے دیکھ کر

کاسہ بدست سامنے حامؔد ہے لو کھڑا
اب خود کو بخش بھی دو عنایت سے دیکھ کر

ابرار حامد - 17.06.2009

○

اندازِ بقا کوئی نہ اب مرگِ فنا ہے
اب جینے نہ مَرنے کا کوئی ڈھنگ بچا ہے

مجھ کو بھی یدِ بیضاء کوئی اب تو عطا کر
اب بھی تو کُوئی مانے مرا بھی تو خدا ہے

پڑتا ہے کبھی ہارنا بھی جیت کی خاطر
کب شعلہ یونہی آندھی کے آنے پہ بجھا ہے

ہم گوش بر آواز ہر اک بات سُنیں گے
کہہ لو جو تمھیں ہم سے شکایت ہے گِلہ ہے

کچھ خطرہ فلک کو ہے کہ کچھ ڈر ہے زمیں کو
کیوں بیچ میں اِن کے بھی بڑا اِن سے خلاء ہے

لو رزق ہُوئیں آگ سی اب دھوپ کا فصلیں
یہ ابر ہے کب ابر گھٹا کب یہ گھٹا ہے

نادان یہ دانائی کا ہے دَور پہ پھر بھی
آگے کو ہی کو بڑھنا ہے مخالف گو ہَوا ہے

ڈستی ہو کہیں کُوئی نہ وحشت ہی کسی کو
اِس دشت میں کب اتنا یونہی شور بپا ہے

حامدؔ یہ تمھیں روگ ہے دیمک سا لگا کیا
جو کچھ بھی کہا تم نے وہ سب درد بھرا ہے

08.04.2009 - ابرار حامد

○

مُسکان بھی اظہارِ طلب ہی کی ادا ہے
پہچان حِنا کی تو فقط رنگِ حِنا ہے

یہ ہجر کا دُکھ بخت سمجھ کر بھی سہیں گے
خوش باش جیو حشر تلک تم یہ دُعا ہے

دیکھو نہ کرو ہنسنے پہ مجبور ہمیں یوں
ہنسنے کے لئے عشق میں کیا باقی بچا ہے

کہنے کو تو کہتے ہو ہمیں اپنا سبھی سے
کیا ہم پہ کبھی پل کو بھروسہ بھی کیا ہے

گو بیٹھے ہُوئے پاس تو بے شک ہو ہمارے
ہر سوچ تلک ہم سے تمھاری پہ جُدا ہے

اب نان و نمک کو بھی ترس جاتے ہیں اکثر
اِس دَور میں یہ جینا ہے کب جینا سزا ہے

دم گھٹنے کا رگ رگ پہ سماں طاری ہوا ہے
اِس حبس کناں رُت کی ہَوا کیسی ہَوا ہے

کِس واسطے ہم مانیں کوئی بات نہیں ہے
کچھ تو ہے جو یہ چاند سا چہرہ بھی بجھا ہے

حامدؔ یہ محبت تھی جنوں خیز بَلا کی
کب یوں ہی ہمیں جاں سے گزر جانا پڑا ہے

ابرار حامد - 06.05.2009

○

چل اور نہیں کچھ تو اب اتنا تو بھلا کر
اے نیند! مجھے خوابوں کے زنداں سے رہا کر

رہنے دے ابھی عشق کے اِس دیپ کو جلتا
اے حُسن کی آندھی نہ بجھا خود ہی جلا کر

اب لے کے مجھے بانہوں میں کر قدرِ وفا کی
یا خود سے مِرا عشق بھی اِس دل سے جدا کر

کر لُوں گا میں جگنو کی چمک میں بھی بسر شب
پائے گی ہَوا کیا تُو دیا میرا بجھا کر

برسوں میں یہ اب ہجر کا کچھ زخم بھرا ہے
اب وصل پہ مت ہجر کے نشتر سے ہَرا کر

پھر لاکھ نصیبوں کا لِکھا مجھ پہ گزر لے
اک بار تو لگ جائیں گلے دونوں دعا کر

یہ کیا کہ کروں میں ہی سبھی پورے تقاضے
کچھ تُو بھی تو حق پیار کا اے جان ادا کر

بے شک نہ سہی اور یہ اتنا تو کرم کر
ہر روز گھڑی پل کو ہی تُو مِل تو لیا کر

بچ جاؤں نہ کیوں دُنیا کے طعنوں سے سدا کو
ہو لُوں نہ سبکدوش وفا کیوں نہ نبھا کر

حامدؔ ہے مِرا جو بھی وہ ہے آج سے تیرا
کہتے ہیں سکوں مِلتا ہے ایثار بڑھا کر

ابرار حامد - 20.10.2008

○

پھولوں سے مہک مَے سے نشہ جاتا رہا کیوں
دل قُرب سے بھی تیرے ہے گھبراتا رہا کیوں

جب ساتھ نہیں دینا تھا مَیدان میں تُو نے
دشمن سے اُلجھنے پہ تھا اُکساتا رہا کیوں

تُو میرا اگر ہے تو مِرے شہر سے پھر یوں
مجھ سے بھی مِلے بِن ہی گزر جاتا رہا کیوں

اِس مکر نے آخر تو تھا اک روز تو کُھلنا
تُو جھوٹے ہی وعدوں سے ہے بہلاتا رہا کیوں

یہ تیر کماں تیری حفاظت کو دیئے تھے
کیا تجھ کو ہُوا اَوروں کو زخماتا رہا کیوں

قدرت نے ہَوَا ! تجھ کو بنایا تھا ہُوَا تو'
چنگاری ترا جھونکا ہے بھڑکاتا رہا کیوں

بجتی بھی کبھی دیکھی ہے اک ہاتھ سے تالی
تُو مجھ ہی کو ہر بار ہے سمجھاتا رہا کیوں

کیا میں نے اُٹھا رکھّی کسر کوئی وفا میں
تُو پھر بھی جفا کر کے ہے تڑپاتا رہا کیوں

حامدؔ تُو نہ کیوں جانے کہ سب کچھ تو یہی ہے
اخلاص کو بھی میرے تُو ٹھکراتا رہا کیوں

ابرار حامد - 14.05.2009

○

کب تجھ سے کہا میں نے کہ دامن کی ہوا دے
پر اپنی نظر سے بھی تو بے جا نہ گرا دے

تُو اس پہ بھی کیوں روٹھا بجز اس کے کہا کیا
تُو پیار کا جز پیار کے مت اور صلہ دے

خوشیوں کا دیا غم کی ہوا جب بھی بجھا دے
گھبرانا نہیں جلد اسے پھر سے جلا دے

یہ کیا کہ میں ترسا ہی رہوں وصل کو تیرے
تُو بھی تو کبھی خود کو گلے میرے لگا دے

شاید کہ کبھی آؤں کسی کام ترے میں
اس ہجر کے صحرا میں تو مرنے سے بچا دے

انصاف کا طالب ہوں غلط کار نہیں ہوں
نکلے جو مرا جرم تو پھر جو بھی سزا دے

میں اور کسی بحث سے کیوں وقت گنواؤں
میرا ہے کہ تُو غیر ہے بس اتنا بتا دے

جی لوں گا میں اس پر بھی تجھے اپنا سمجھ کر
تھوڑی سی وفا مجھ سے بھی اے جان نبھا دے

حامدؔ نہ لگے اچھا تذبذب کا سماں یوں
اب ہو لے مرا ورنہ ہمیشہ کو بھلا دے

ابرار حامد - 15.05.2009

○

کیوں صدقہ اُتاروں نہ تری میٹھی زباں کا
اپنا سا تُو لگتا ہے سراپا ہے اماں کا

اُٹھ کر لے سفر آندھی کے چلنے ہی سے پہلے
صحرا میں بھروسہ کیا ہے قدموں کے نشاں کا

آنکھیں ہیں لگی کرنے وضو دید سے تیری
شاید کہ ہُوا وقت محبت کی اذاں کا

اِس اپنے پرستار کے ہوتے بھی چلا کیوں
کچھ دال میں کالا ہے ارادہ ہے کہاں کا

انسان ہے تُو کوئی کہ پتھر کی چٹاں ہے
کیوں تجھ پہ اثر ہوتا نہیں آہ و فغاں کا

ہاں چلتے نہیں پانی کے گو ساتھ کنارے
پر اِس میں ہے کب جُرم کسی آبِ رواں کا

لے دیکھ ترے عشق نے کیا حال کیا ہے
اب سُود کی حسرت ہے نہ کچھ خوف زیاں کا

اب صحتِ یقیں عاری ہُوئی صحتِ یقیں سے
ایسے میں تصوّر بھی کروں خاک گماں کا

انکار سا بھونچال ترے ہاں سے چلا کیا
بچ پایا نہ پھر کچھ بھی مَرے عشقِ بُتاں کا

حامدؔ یہ چلا آیا تُو کیا اُس کے بھی ہاں سے
اب نوحہ سُنا جائے مکیں کا نہ مکاں کا

ابرار حامد - 20.10.2008

○

کمزور پہ کیوں پھر بھی بٹھاتا ہے عبث دھاک
"سو بار ہُوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک"

یہ کہنا کہ اب سب ہی پجاری ہیں غرض کے
مفروضہ ہے کیوں اِس پہ نہیں ڈالتے ہو خاک

کِس شے کے نہیں پیچھے پڑے ہاتھ ہو دھو کر
اے کاش کبھی کچھ ہو تمھیں اپنا بھی ادراک

ہر ظلم تمھیں سہنے کا دعوٰی تو بہت ہے
کیوں آج تمھاری بھی ہُوئی آنکھ ہے نمناک

گو آندھی لئے پھرتی رہے اِن کو جہاں بھی
خاشاک نے رہنا ہے ہر اک حال میں خاشاک

اُس دل سے بُری اور نہیں چیز کوئی بھی
جو دل کہ محبت کے بھی جذبات سے ہے پاک

اب چھوڑ بھی دو رکھنی یہ ناک اپنی انا کی
کٹ جایا بھی کرتی ہے اچانک یہ کبھی ناک

خطرات فوائد سے کہیں بڑھ کے ہیں اِس کے
حد سے نہ زیادہ ہونا بھولے سے بھی بے باک

لاچار بھی کب ہارا ہر اِک بازی اے حامدؔ
گو کیا ڈوبے نہیں گا ہے سمندر میں ہیں تیراک

ابرار حامد - 26.05.2009

○

بے پوچھے ہیں کیا آئے ترے پیار نگر میں
بکھر بیٹھے تری خفگی کی گردش کے بھنور میں

کیوں چھوڑ گئی ہم کو ہماری ہی جوانی
کب موسمی سا لطف ہے بے رُت کے ثمر میں

آ دیکھ اِس اب تو ہُوئی دُھول ہی رہ کی
اب کتنا رہیں اور تری راہگذر میں

بے کار ہیں یہ تیرے سبھی کارِ تکلّف
شہرت تو نہاں ناداں ہے بس اَوجِ ہُنر میں

حسرت ہے یہی اور ہے اب یہ ہی تمنّا
بس جائیں کسی طور سے ہم تیری نظر میں

دانائی کے کر شام تلک روز سدا کام
محنت کی ہے توقیر کا پیغام سحر میں

اب اور ترا ہونے کی خواہش کیا کریں ہم
تصویر تو بن بیٹھے ترے دیدۂ تر میں

اب پوچھ نہ اِس عشق کے تو سود و زیاں کا
گمنام سی منزل کے ہیں ناکام سفر میں

حامدؔ کو کبھی زُلفوں کی چھاؤں میں جگہ دے
پاتے ہیں پرندے بھی سکوں آ کے شجر میں

ابرار حامد - 27.05.2009

○

اے کاش یہ جینا ہی کچھ آسان تو ہوتا
خوشیوں پہ بھی میری کوئی حیران تو ہوتا

کوئی تو سِکھا دیتا کہ ہوتا ہے زیاں کیا
یوں آج نہ میں اتنا بھی نادان تو ہوتا

میں عمر بِتا دیتا تری آس پہ یوں بھی
ملنے کا ترِے تھوڑا بھی امکان تو ہوتا

پھر دیکھتے چُھوتی بھی اسے کیسے یہ ذلّت
یہ بندۂ خدا تھوڑا سا انسان تو ہوتا

کیوں اپنا سمجھ لُوں میں تجھے میرے لئے تُو
مَرتا نہ تجھے میرا پہ ارمان تو ہوتا

مِلنا بھی تجھی کو تھا ہر اک نفع سدا کو
یوں کرتے گو کچھ مانا کہ نقصان تو ہوتا

اخلاص اُٹھا کر نہ پرے رکھتے سبھی تو
دُنیا میں محبت کا نہ بحران تو ہوتا

ایسا بھی ہے کیا خوف تجھے مجھ سے مِری جاں
دو چار گھڑی پل ہی کو مہمان تو ہوتا

رہ سکتے تھے اک عمر جُڑے یوں بھی تو حامدؔ
ٹُوٹا ہی کوئی دونوں میں پیمان تو ہوتا

ابرارحامد - 17.06.2009

○

صحرا کو تو مت بُھولو سمندر کے بیاں میں
کیا ریت کی اک آندھی نہیں آبِ رواں میں

معصوم محبت تو نہ یوں رولو جہاں میں
محفوظ کوئی ہے تو ہے بس اس کی اماں میں

اس آڑ میں کیا کوئی غرض اور ہے پانی
ذو معنی یہ الفاظ ہو کیوں لائے بیاں میں

دل فرقہ پرستی سے ازل سے ہیں گریزاں
کب بول غلط کوئی سُنا دل کی اذاں میں

کیوں تیر گسے پھرتے ہو پُرامن نگر میں
سجتا ہے سرِ رزم ہی ہر تیر کماں میں

صحرا پہ سے کچھ اونچی ہی اے آندھی گزر جا
منزل کا پتہ ہوتا ہے قدموں کے نشاں میں

بے پرکھے یقین پر بھی یقیں کرتے نہیں سب
لغزش کا تو امکان ہے ہر ایک گماں میں

اس غار میں یہ شیر ہے کیا سویا سکوں سے
کچھ خوف مکیں کو ہے نہ وحشت ہے مکاں میں

حامدؔ جو یہ بہہ نکلا ہے کہسار سے چشمہ
کہتا ہے کہ سب کچھ کا ہے امکان جہاں میں

ابرار حامد - 18.06.2009

○

کچھ بھی ہو کبھی آنکھ کو نم ہونے نہ دینا
یوں صبر کسی طور بھی کم ہونے نہ دینا

الزام کوئی پھر کیا عبث تم پہ دھرے گا
دہلیز سے باہر ہی قدم ہونے نہ دینا

کیسے نہ کوئی سمجھے گا پھر بات تمھاری
اک بات کبھی دوجی میں ضم ہونے نہ دینا

ہر حال میں ہم رکھیں گے اب لاج تمھاری
تم زخمی ہمارا بھی بھرم ہونے نہ دینا

ہم اہلِ قلم حرف کی حُرمت کے امیں ہیں
نا زیبا رقم کچھ اے قلم ہونے نہ دینا

جو جو ہے کیا عہد اُسے بھول نہ جانا
پامال ہماری یوں قسم ہونے نہ دینا

ایسا بھی بُرا کس سے کبھی پیش ہیں آئے
کیوں چاہو ہمیں خود کو بہم ہونے نہ دینا

کِس کِس سے چُھپائیں گے یہ توہین وفا کی
اب خود کو تم اک غیر صنم ہونے نہ دینا

حامد نہ ہمیں چھوڑ کے اب اور کا ہونا
یہ خود سے کبھی ہم پہ ستم ہونے نہ دینا

ابرار حامد - 20.10.2008

○

یہ کِس نے اُجاڑا ہے محبت کے نگر کو
اک ایک نظارہ ہے لگا ڈسنے نظر کو

کیوں دی ہے ہَوا جلتی کو یوں بے جا کسی نے
کیوں شعلہ بنانے پہ کوئی اُترا شرر کو

بے پَر کی اُڑائی کیوں کہ تم چھوڑ گئے ہو
کیوں آگ نہ اب تک ہے لگی ایسی خبر کو

منزل بھی بہت دُور ہے اَور راہ بھی ویراں
آجاؤ چلیں مِل کے یہ طے کرنے سفر کو

کیوں لے نہ لیا تم نے ہمیں بانہوں میں اپنی
اب چھیڑو بہانوں سے نہ یوں زخمِ جگر کو

آؤ کہ ڈبو ڈالیں ہم آندھی سے وفا کی
اِس وصل سمندر میں یہ دُوری کے بھنور کو

ہم نے بھیِ یہیں جینا یہیں مَرنا ہے اب تو
رکھّو گے بھلا ہم پہ یہ کیا بند ہی در کو

ہم موم سے ہوں گے نہ تو پتھّر سے تو ہوں گے
ہم جذبوں کو تم پرکھو طلسماتِ نظر کو

دل دہل اُٹھا روتے تمھیں دیکھ کے حامدؔ
ہو اِذن تو ہم چوم لیں اِن دیدۂ تر کو

ابرار حامد - 28.06.2009

○

میں کسی رُتبے کا بھی کیوں کچھ تمنائی نہیں
ہاں یہ ہے مجھ کو کوئی شوقِ پذیرائی نہیں

کون کہتا ہے کہ مجھ سے خواب میں ملتے ہو تم
جب سے تم بچھڑے ہو مجھ کو نیند ہی آئی نہیں

یہ جہانِ رنگ و بو گو کم تماشے سے نہیں
کیا کروں پر تھوڑا سا بھی میں تماشائی نہیں

مَوت کے وقت معیّن پر مرا دیکھو یقیں
دار پر بھی کچھ طبیعت میری گھبرائی نہیں

اتنی بھی سنجیدگی کس نے ہے اپنائی کبھی
بات میرے حق میں تھی پر میں نے پھیلائی نہیں

کب یونہی پھیلی ہے خوشبو چار سُو میں حُسن کی
ہے غلط جاناں نے رُخ پر لٹ ہی لہرائی نہیں

جا چکے ہو چھوڑ کر تو یاد بھی آتے ہو کیوں
ہجر کے اس روگ کی یہ تو مسیحائی نہیں

جب سے ہے تیری طلسماتی نظر مجھ سے ملی
تب سے اب تک جو ہُوا اُس کی سمجھ آئی نہیں

تیرا دل پتھر کا یا ہے بے صدا میری زباں
سُن کے دکھ حامد تری کیوں آنکھ بھر آئی نہیں

ابرار حامد - 07.05.2009

○

نیند گو خوابوں کے ہاتھوں سے بری برباد ہے
رتجگے میں نیند سے ہر خواب تو آزاد ہے

پیار والے اَن گنت یہ روز ہے دل توڑتی
یہ جفا پتھر نما کس شخص کی ایجاد ہے

آ بھی جاؤ اور کب تک خون روؤں ہجر میں
دُوری کا اک ایک لمحہ وجہِ صد اُفتاد ہے

کیا خبر تھی یہ تمھارا ہجر ہوگا روگ یوں
دیکھو رونق میں بھی دل اب کسقدر ناشاد ہے

ہائے یہ بھی دیکھنے تھے دن ہمارے بخت میں
ہے غرض کا دَور دَورہ ہر ہُنر بے داد ہے

بے ضرر جس نے بھی سمجھا آج تک اس عشق کو
اب وہی جاں کی اماں کی کر رہا فریاد ہے

تم نے تو اپنی طرف سے جا کے دل ویراں کیا
آؤ دیکھو دل تمھارے ہجر سے آباد ہے

اِس کو اپنا حق کہو تم یا تقاضا وقت کا
گر جفا ہے وصف تو کیا اور استبداد ہے

ایک جاں ہے پیش کر دُوں گا کہو گے جب بھی تم
مجھ میں حامد عشق کی اتنی بھی استعداد ہے

ابرار حامد - 11.05.2009

○

ریت کی دیوار بھی کیا چھت اُٹھا پائی کبھی
کوئی کشتی مَوج سے خود بھی ہے ٹکرائی کبھی

بے رُخی کا تیر تو برسا کے تُو تھا چل دیا
دیکھ بھی اب زخم کی آ کے تُو گہرائی کبھی

پھول چننے چھوڑ دے کانٹا نہ چُبھ جائے کوئی
بَن بھی جاتا ہے تماشا خود تماشائی کبھی

حُسن کیا ہے شوخ چنچل اک جوانی کے سوا
کس نے دیکھی ہے بڑھاپے پر بھی رعنائی کبھی

عشق اور خوشبو چُھپے ہیں کب چُھپائے بھی بھی
عاشقوں نے خود ہے چاہی اپنی رسوائی کبھی

جب بھی یاد آیا ہے تُو پھر کیا ہُوا کیسے کہوں
آہ نکلی دل سے گاہے آنکھ بھر آئی کبھی

تیرے در کو چھوڑ کر اب اور جاؤں بھی کہاں
اپنا ہو کر بھی نہ کی کیوں تُو نے سُنوائی کبھی

دیکھ تیری اس ادا پر جان جاتی ہے مِری
روبرو میرے نہ لینا جاناں انگڑائی کبھی

ہجر کا یہ روگ بے دارو نہ اب ناسور ہو
اِس کی کر حامدؔ گلے مل کر مسیحائی کبھی

ابرار حامد - 27.05.2009

○

فاصلو! ہجر کا کیوں کرب بڑھا دیتے ہو
سرِ اَنا تک کا گھڑی پل میں جھکا دیتے ہو

ٹوٹ جاتے ہیں کنارے بھی تو دریاؤں کے
بے بسی طنز سے کیوں اور بڑھا دیتے ہو

شہر کا شہر جلانے کو ہو نکلے کیوں کر
میں تو چنگاری ہُوں کیوں مجھ کو ہَوا دیتے ہو

یہ کہیں بدلے کی یوں آگ نہ بھڑکا ڈالے
بے گناہی کی بھی کیوں بے جا سزا دیتے ہو

کس سے خود کوئی کہاں پیار کیا کرتا ہے
روز کیوں پیار کا احسان جتا دیتے ہو

کیا ہُوا بھول گئے اپنا جتا کر بھی کیوں
سب سے کہہ بیٹھے ہیں تم وعدہ نبھا دیتے ہو

داغ چُھپ جاتے سہی شمع بُجھا دینے پر
رات بھر ہی کو پہ کیوں داغ چُھپا دیتے ہو

جب بھی لگتی ہے کنارے پہ پہنچنے کشتی
کیوں سمندر میں اُسے پھر سے بہنا دیتے ہو

کس قدر اِس میں صداقت ہے بتا دو حامدؔ
تم جسے پاتے ہو پھر اُس کو گنوا دیتے ہو

28.05.2009 - ابرار حامد

○

کیوں پشیمان نہ ہوں عشق مسلسل کر کے
ہم کو رکھ ڈالا ہے اب اس نے تو پاگل کر کے

دل سمندر پہ یہ کیا غم کی ہے بارش برسی
رکھ دیا آنکھ کے صحرا کو بھی جل تھل کر کے

تم نے آسان ہے کیوں عشق کو جانا اتنا
عمر کھا جاتا ہے نادان ! یہ پل پل کر کے

بھوک اور پیاس ہے کس جرم کے بدلے جو یوں
تم لگے جانے درِ زنداں مقفل کر کے

لو ہمیں کر ہی لیا تم نے تو شیدا اپنا
آنکھ کو شوخ زباں ناز کو چنچل کر کے

کب چڑھی کوئی ندی آئی کہاں ساون رُت
دیکھ بیٹھے ہیں ہم اِن آنکھوں کو بادل کر کے

اوڑھ کر قوس و قُزح والی ردا کو گردُوں
یہ بُلاتا ہے کسے خود کو یوں آنچل کر کے

کس نے دیکھی ہے کبھی خشک بھی رت ساون کی
یہ سدا جاتی ہے ہر راہ کو دلدل کر کے

خوب سے خوب کی طالب ہے نظر اب حاؔمد
اپنی دانست میں ہر کام مکمل کر کے

ابرار حامد - 27.06.2009

○

کون ہے جس نے محبت میں قناعت کی ہے
جو یہ کر پایا کہاں اُس نے محبت کی ہے

چاند سا چمکا سدا نام اُسی کا بے شک
جس نے دستورِ زمانہ سے بغاوت کی ہے

اپنا جانا تو پھر اپنا ہی تمھیں جانا ہے
کب ہنسی میں بھی کوئی تم سے شکایت کی ہے

معذرت کرتے ہیں بے اِذن چلے آنے پر
ہم نے خود ایسی کہاں دل نے یہ جرأت کی ہے

ہم دغا دیں گے تمھیں کیسے ہے ممکن ایسا
پیار کے حرف کی بھی ہم نے تو عزّت کی ہے

تم اشارہ بھی جو کرتے تو چلے آتے ہم
تم نے احسان کیا آنے کی زحمت کی ہے

جو کہا مانا سدا غیر ہی ہو کیوں پھر بھی
ہم نے گویا کہ یہ بے سُود مشقّت کی ہے

لیلیٰ جانو جو کسی کو تو بنوں مجنوں بھی
سب کی خاطر یہ ہی مجنوں نے وصیّت کی ہے

تم ہمارے جو ہُوئے چھوڑ کے سب کو حامدؔ
تم نے بیشک یہ بڑی ہم پہ عنایت کی ہے

ابرار حامد - 03.06.2009

○

کِس نے روکا ہے مجھے ملنے کو آنے سے تجھے
میں ہی آ جاؤں نہ کیا ملنے بہانے سے تجھے

کیا یہ لازم ہے کہ میں بھی ہوں سبھی لوگوں سا
دُکھ بہت پہنچے سہی مانا زمانے سے تجھے

اِس سے بھی اور ہے نقصان بڑا کیا ممکن
خود تلک کو ہُوں میں کھو بیٹھا گنوانے سے تجھے

چھوڑ دینا تو تجھے یوں بھی نہیں ہے آساں
اور بھی یاد تُو آتا ہے بھلانے سے تجھے

دیکھ اب اور نہ تُو دُور رہا کر مجھ سے
دل سکوں پاتا ہے سینے سے لگانے سے تجھے

کب سمجھتا ہُوں یونہی تجھ کو مسیحا اپنا
غم کہاں رہتے ہیں غم ''یار'' سنانے سے تجھے

آ کہ جُو تیرے نہیں اور کا یہ دل طالب
کیا ملے ہجر میں یوں اپنے ستانے سے تجھے

تجھ کو رکھوں گا میں اب اپنی بھی خوشیاں دے کر
مَوت آ جائے مجھے پہلے رُلانے سے تجھے

سوچ لے سود و زیاں جانے کا پہلے حامدؔ
غم نہ لگ جائے کہیں چھوڑ کے جانے سے تجھے

ابرار حامد - 30.06.2009

○

یہ اب کن مسئلوں سے آج ہیں دوچار دیکھو
لگے ہیں نیند میں بھی رہنے ہم بیدار دیکھو

کسی کی ایک انّی بھی نہیں اب مول لگتا
پڑے اب کتنے ہیں یوسف سرِ بازار دیکھو

کیا ہے خلق جو انساں مسیحائی کو باہم
وہی باہم بنا اب باعثِ آزار دیکھو

کیے جاتے ہیں جو باتیں رسولوں کی طرح ہی
عمل کے آئنوں میں اُن کے بھی کردار دیکھو

ترقی آج کے اِس دَور میں ہم کیا کریں گے
ہمارے یہ پراگندہ غلیظ افکار دیکھو

یہاں عمّال کو ہے حکم اب یہ حاکموں کا
اب اُن کے لب بھی سی ڈالو جنھیں لاچار دیکھو

نقائص سے مبّرا کچھ بناتے ہی نہیں ہم
جہاں والوں ہمارا بھی کبھی معیار دیکھو

تھا کیا جو ڈوب مَرتے چُلّو بھر پانی میں ہم تو
ہماری جھوٹ کو سچ کہنے پر تکرار دیکھو

شَعارِ باشعوراں سے ہمیں حامدؔ بھلا کیا
لو اک دوجے سے اب ہم کو عبث بے زار دیکھو

ابرارحامد - 07.06.2009

○

یہ میرے خشک ہونٹوں پر ہنسی کیوں آ رہی ہے
اے دل تیری طبیعت کیا بہت گھبرا رہی ہے

تجھے پیارا سمجھ کر جُرم کیا میں نے کیا ہے
کہ ناچ اب تِشنگی کا تیری طلب نچوا رہی ہے

خزانے سے کسی محروم رکھنا چاہتی ہے
یونہی رنگوں سے کب دنیا مجھے بہلا رہی ہے

مِری صحرا میں اب وحشت تلک تو ہمسفر ہے
سرابوں سے پرے منزل نظر اب آ رہی ہے

تُو جب ہے دیکھنے کی شے تو کیوں دیکھوں نہ تجھ کو
اداؤں پر طبیعت تجھ پر مچلی جا رہی ہے

مِرے بس میں کہاں تجھ سا مِلوں میں بے رُخی سے
تری تو سرد مہری بھی مجھے گرما رہی ہے

ہُوں دل والا بڑی نازک طبیعت مَیں نے پائی
جَفا اب چھوڑ دے اب جان لب پر آ رہی ہے

میں سادہ لَوح تھا چالیں سمجھ پایا نہ تیری
تجھے اب بھی مِرا مجھ سے وفا کھلا رہی ہے

ابھی تو رات چھائی ہے ابھی ہے دُور منزل
یہ کیوں حامد دیے کی لَو بھی گھٹتی جا رہی ہے

ابرار حامد - 08.06.2009

○

دُکھانے کو یہ دل کیوں قہقہے برسا رہے ہو
کسی سے کون سا یوں فائدہ تم پا رہے ہو

تمھارے شہر سے کیا ہُوں چُرا بیٹھا تمھارا
جو صحرا کی طرف کو اب مجھے بہکا رہے ہو

ہُوئے ہو کس لئے مجھ با وفا سے بھی کٹھور اتنے
جو پل دو پل کی چاہت کو بھی اب ترسا رہے ہو

تمھاری کچھ سُنے گا وہ نہ کچھ تم سے کہے گا
حَسیں کی سمت کب اک بُت کی جانب جا رہے ہو

کوئی تم سا بھی دُنیا میں کہیں کم عقل ہوگا
جو سب کی ہر خوشی کو غم میں ڈھالے جا رہے ہو

یہاں تاوان کی خاطر بھی کچھ اغوا ہیں کرتے
تہی دستو ! بڑا بَن بَن کے کیوں دِکھلا رہے ہو

کسے دکھلانا چاہو خود کو یوں پاگل بنا کر
جو در کو چھوڑ کر دیوار اب کھٹکا رہے ہو

کسی نے کب کہا یوں ہی ہے چہرہ عکس دل کا
کیا ہوگا کوئی تو جُرم جو گھبرا رہے ہو

تو کیا بیزار ہو بیٹھے ہو ہر انساں سے حامدؔ
جو اک بت کو محبت کرنا اب سکھلا رہے ہو

ابرار حامد - 10.06.2009

○

مِری جاں تجھ سے کیا مجھ کو محبت ہوگئی ہے
مرے اپنوں کو بھی مجھ سے عداوت ہوگئی ہے

میں تجھ سے اور تُو مجھ سے شناسا تک نہیں ہے
مجھے کیوں دیکھتے ہی تجھ سے رغبت ہوگئی ہے

تجھے دیکھا ہے اپنی گمشدہ شے ہی سمجھ کر
ہاں اِن نظروں سے یہ بے شک شرارت ہوگئی ہے

اُدھر تو چوٹ کھا کر بھی نہ گھبرایا ذرا بھر
اِدھر چاہت بھی اب تیری اذیّت ہوگئی ہے

اُدھر تو چوٹ کھا کر بھی نہ ہو اب بدمزہ پر
اِدھر چاہت کسی کی اب اذیّت ہوگئی ہے

تُو جیسا بھی ہے میرا ہے میں تیرا ہُوں پہ جاناں
جفا کرنے پہ تجھ سے کچھ شکایت ہوگئی ہے

مِلا کیا تُو ہزاروں کائناتیں مِل گئی ہیں
تری جب سے مجھے حاصل معیّت ہوگئی ہے

رقابت پر اُتر آئے مِرے اب یار بھی کیوں
اُنھیں کیا جو تجھے مجھ سے محبت ہوگئی ہے

یہ کس جوشِ جنوں میں کہہ گیا حامدؔ غزل یوں
محبت کی یہ اک رنگیں حکایت ہوگئی ہے

ابرار حامد - 16.06.2009

○

جو دیکھا دشت تو رُخ ہی بدل ڈالا گھٹا نے
اور اُس پر کہہ دیا یہ تو کیا ہے بس ہَوا نے

کسی سے کیا کروں اُس کی جفاؤں کا گِلہ میں
مجھے تو رول ڈالا ہے مِری اپنی وفا نے

میں مایوسی کے ہاتھوں مَر گیا ہوتا کبھی کا
بندھا رکھی ہے کیا کیا آس میری ہی دُعا نے

خبر کب تھی نکالے گی یہ گھی بس ٹیڑھی اُنگلی
اُسے خود سر بنا ڈالا ہے میری التجا نے

کیا ترکِ تعلّق سے علاجِ ہجر کیسا
بڑھایا اور بھی ہے روگ میرا اس دوا نے

ہے کِھلتا پھول کِس کِس رُت کے ہاتھوں دُکھ اُٹھا کر
دھرا پیغام پِس کر ہاتھ پر برگِ حِنا نے

کسی کے حُسن کی اِس میں بھلا کب کچھ خطا ہے
مجھے مارا محبت کے جنوں کی انتہا نے

کہاں تک اور کا ہو جانا چُھپ پائے گا اس سے
کہاں تک کام دیں گے اُس کو یہ جھوٹے بہانے

نہیں میرا ہُوا حامؔد تو وہ بچھڑا بھی کب ہے
ہاں پر بے چین کر رکھا ہے اُمیدِ رسا نے

ابرار حامد - 19.06.2009

○

یہ مایوسی نہیں رُخ پر تھکن ہے
اِسے جو بھی کہو عکسِ لگن ہے

پتے کی کتنی ہی باتیں ہیں اِس میں
یہ کب ہے لفظ ہی نقشِ سخن ہے

طلب روحِ وفا دیمک جفا ہے
جنوں ہی عشق کا اصلی بدن ہے

اے گل چیں پھول تو سب چُن چکا تُو
یہ گلشن کب ہے کانٹوں کا وطن ہے

کوئی زر میں کوئی جاگیر میں گُم ہے
مگر یہ دل فقط تجھ میں مگن ہے

کب ایسی حَبس رُت آئی ہے پہلے
کہ ہر سُو اب گھٹن ہی بس گھٹن ہے

مروّت سے تو مت صرفِ نظر کر
بھلا یہ بھی کوئی اچھا چلن ہے

یہ سورج اَن گنت کے واسطے ہے
بہت ہے پاس گر اک بھی کرن ہے

میں کب یوں ہی ترا شیدا ہوں حامدؔ
تُو میرے عشق کا مہکا چمن ہے

ابرار حامد - 24.06.2009

شاعر

کل بھی درباری تھا شاعر آج بھی ہے درباری
ازلوں سے ہے لاحق اِس کو یہ ظالم بیماری

کون کرے کشکول بدست اس شاعر کی اب عزّت
اپنے مول پہ بھی کب اِس نے اب تک لات ہے ماری

اِس نے اک چہرے پہ کتنے رُوپ سجا ہیں رکھّے
جز اپنے یہ سب کے واسطے ہے دو دھاری آری

اس کے ہاں سے ہے کب گزرا خُلق کا اک جھونکا بھی
یہ اپنے ہمرازوں سے بھی کرتا ہے مکّاری

چھوٹے شخص کو بھی کیوں بخشا شعر کا فن خدایا
یہ ہے شاعر کم اور زیادہ مانگت لکھ ہزاری

اور ثبوت نفاق کا اس کے مجھ سے تم کیا چاہو
اک اک حرف ہے میٹھا اس کا خود ہے لیکن کھاری

جو کچھ ہاتھ لگے یہ تنہا ہی وہ سب کھا جائے
اس نے کس لچھے سے بھی کی اب تک حصّہ داری

کچھ دینے پر ہو مامور تو اور کو پھر نہ دیکھے
خود ہی کو پھر بانٹتا ہے یہ سب کچھ باری باری

یا رب شعر کی محفل میں کیوں حامدؔ لا بٹھلایا
اس کو دینی پڑگئی اس کی قیمت بے حد بھاری

ابرار حامد - 27.05.2009

○

ارمانوں کے بہتے دریا کب ٹھہرے کب سُوکھے ہیں
وصل سمندر تک جانے کے یہ ہی تو بس رستے ہیں

تم اس سے انکار بھی کردو تو کب جھگڑا کرنا ہے
تم نے جس پل جہاں بُلایا ہم وہیں پر پہنچے ہیں

حُسن سراپا لوگوں نے کب شکر کی رہ اپنائی ہے
اہل عشق نے لاکھ بھرم گو ان کے اب تک رکھے ہیں

یہ دُنیا ہے لاکھوں رنگوں کا مجموعہ اس کے تو
غور سے دیکھو تو جانو گے رنگ بھی سارے پکّے ہیں

دیکھو جیتے جی تو بھول کے بھی مت عشق میں پڑنا تم
ورنہ بستی بستی خواری در در کے پھر دھکّے ہیں

جب سب خلق ہُوئے ہی اک دوجے کی خاطر ہیں تو پھر
خود تک جو محدود ہیں رہتے لوگ وہ کیسے اچھے ہیں

پوج رہے ہیں غیر شعوری طور پہ ہر پل خود کو ہم
لاکھ شعوری طور پہ رب کی ہم سب پوجا کرتے ہیں

خط کی بات سمجھنے کو سب پوچھتے ہیں کتنوں سے بھی
پر بے سمجھے بھی قرآں کو عربی ہی میں پڑھتے ہیں

حامدؔ جس کے گھر پر برسے خوشحالی کی بارش وہ
اِس کے گھر کے تو بے جان کھلونے ہنستے رہتے ہیں

ابرار حامد - 20.06.2009

○

سورج نے تو ڈوب ہے جانا چاند نے گو چڑھ آنا ہے
سورج پوجنا چھوڑو ورنہ تم نے پھر پچھتانا ہے

یہ جیون بھی جیون ہے کب یہ تو کھیل تماشا ہے
یہ تو دُنیا کے رنگوں سے بس خود کو بہلانا ہے

میں کیا تیرا ہو جانے کی تجھ سے حامی بھر بیٹھا
یہ تو گویا دھاگے کے پُل پر سے آنا جانا ہے

یہ یوں میری جان کے پیچھے بھی تو اب پڑسکتا ہے
اب اس ٹوٹے پھوٹے ہارے دل کو کیا سمجھانا ہے

کیوں نہ آج ہی کھینچ لوں ایسے سب کاموں سے ہاتھ
جن کو کر لینے پہ کل کو میں نے پھر پچھتانا ہے

یہ بھی تو ممکن ہے آندھی لے جائے اب اس کو بھی
کیا لازم ہے اِس بادل نے اب ہی مینہ برسانا ہے

دیکھ میں تیرا عاشق ہُوں اَور عاشق بھی فرزانہ ہوں
میں نے پھانسی چڑھ کر بھی کب جاناں کچھ گھبرانا ہے

یوں ہی کب سب لوگ ہیں آتے ملتے دیکھنے ہم کو
کون نہ جانے سب سے بڑھ کر یہ ہی وقت سہانا ہے

حامدؔ عشق نشے میں جو بھی مُنہ میں آئے کہہ لے
پر کب عشق سا جھوٹا دُنیا میں کوئی افسانہ ہے

ابرار حامد - 23.06.2009

○

گو خوشی میری اب خوشی نہ رہے
میری آنکھوں میں پر نمی نہ رہے

کیوں چمک اُٹھتے ہیں اندھیرے بھی
جب چراغوں میں روشنی نہ رہے

غور پھر بھی کروں نہ کیوں اُس پر
بات جب کچھ بھی سَرسَری نہ رہے

مجھ سے کیا خطرہ خوف کیسا ہے
کیوں مرے پاس دو گھڑی نہ رہے

گا ہے گا ہے تو ملتا رہ مجھ سے
تا کہ اب تُو بھی اجنبی نہ رہے

آ مجھے تُو میں چھوڑ دُوں تجھ کو
بیچ میں یوں تو بے رُخی نہ رہے

وصل ممکن نہیں تو پھر نہ سہی
درمیاں میں یہ ہجر بھی نہ رہے

کیوں لگیں ایک جان دو قالب
ساتھ تو ایک پل کبھی نہ رہے

حامدؔ اب ملنا ہے تو پھر یوں مِل
عمر بھر تیری تشنگی نہ رہے

ابرار حامد - 05.05.2009

○

روشنی جب بھی روشنی نہ رہے
تیرگی بھی تو تیرگی نہ رہے

تو ہمیشہ کو یوں ملے مجھ کو
مرتے دم تک تری کمی نہ رہے

کس لئے اب نہیں ہے یہ ممکن
دشمنی میں بھی دوستی نہ رہے

کیوں نہ پھر موت کی بھی خواہش ہو
زندگی جب یہ زندگی نہ رہے

میرے پاس اتنا عرصہ تک تو رہ
تیرے بارے میں بے بسی نہ رہے

سارے کردار کھول یوں حامدؔ
داستاں میں کچھ ان کہی نہ لگے

ابرار حامد - 05.05.2009

○

حُسن کی ہار کون دیکھے گا
عشق بے کار کون دیکھے گا

یوں ہی گر تو ادا سے گزرا تو
کس کی جھنکار کون دیکھے گا

اے حسیں پھول کیا ترے آگے
اس کی مہکار کون دیکھے گا

جو مشقت سے زر ملے لے لے
مَیلی دستار کون دیکھے گا

بھر ہی جائے گا زخم کچھ دن میں
زخم سَو بار کون دیکھے گا

قدرے چنچل ہی اب سدا رہنا
غم کے انبار کون دیکھے گا

سب پہ کچھ دبدبہ سا رہنے دے
دل کو لاچار کون دیکھے گا

تُو ہو گر سامنے کھڑا چُپ بھی
میری گفتار کون دیکھے گا

عشق میں چُپ ہی اب بَھلی حامدؔ
پھول میں خار کون دیکھے گا

ابرار حامد - 12.05.2009

○

اب ترا پیار کون دیکھے گا
بُت کا ایثار کون دیکھے گا

پیار پہچان اب بَنا اپنی
روز سنگھار کون دیکھے گا

دوستی کر لے دشمنوں تک سے
خون کی دھار کون دیکھے گا

دَور ہے یہ غرض پرستی کا
پچھے آثار کون دیکھے گا

اب یہاں کب رہا کوئی یوسف
اب یہ بازار کون دیکھے گا

آ کہ اُس پار جا کے ہی مِل لیں
ہم کو اُس پار کون دیکھے گا

زیب تن فاخرہ لبادہ رکھ
تجھ کو بے کار کون دیکھے گا

کچھ بھرم تو وفا کا اب رکھ لے
پیار کو خوار کون دیکھے گا

تیرا انکار دیکھ کر حامدؔ
تیری تکرار کون دیکھے گا

ابرار حامد - 12.05.2009

○

زیرِ دستار کون دیکھے گا
اصلِ کردار کون دیکھے گا

روبرو حسن و عشق آئے تو
تیری تلوار کون دیکھے گا

لب پہ مُسکان شوخ رکھ آنکھیں
دل کا آزار کون دیکھے گا

لہجہ دھیما نہ کر کہ آنکھوں کو
اشک آثار کون دیکھے گا

بیٹے زنجیر مت ہلا دینا
پھر طرفدار کون دیکھے گا

در دریچے بھی کچھ بنا ڈالو
خالی دیوار کون دیکھے گا

کاسہ بھر لے گو بھیک سے بھر لے
بھوک کی مار کون دیکھے گا

دن میں سَو بار کون آئے گا
تجھ سا سَو بار کون دیکھے گا

خواب دیکھوں گا جب ترے حامدؔ
مجھ کو بیدار کون دیکھے گا

ابرار حامد - 12.05.2009

○

بات کر دیکھو تو قرینے سے
خوشبو آئے نہ کیوں پسینے سے

جب پڑے جینا روز مَر مَر کر
مَرنا اچھا ہے پھر تو جینے سے

رو پڑے بادبان و ساحل تک
موج ٹکرائی کیا سفینے سے

کر خدا کی طرف توجہ تو
گونجے گی اک اذان سینے سے

لاکھ سونے کا ہو بنا زیور
بات بنتی ہے پر نگینے سے

خود برستی گِلا کرے کیسے
آنکھ برسات کے مہینے سے

مٹّی میں ہو چکا نہ ہو مٹّی
اتنی مت آس رکھ دفینے سے

زیرِ اسباب گو بہت کچھ ہے
سب مَریں کب پہ زہر پینے سے

خاک جانیں اصول وہ حامدؔ
جو چڑھیں اور نہ اتریں زینے سے

ابرار حامد - 21.05.2009

○

بے خطا کیوں یہ دی سزا مجھ کو
اتنا کیوں سمجھا بے نوا مجھ کو

چل دیا تُو بھی چھوڑ کر کیوں کر
تیرا ہی تو تھا آسرا مجھ کو

کون سا تُو جھگڑ کے بچھڑا تھا
دیے لے جب چاہے پھر صدا مجھ کو

کچھ تو کم کر دے بے رُخی اب تو
مان لے کچھ تو آشنا مجھ کو

میرا وہ دن ہے عید سا گزرا
تُو کہ جس روز ہے مِلا مجھ کو

تُو ہی کیا کائنات پا لُوں گا
تُو گلے تو کبھی لگا مجھ کو

ہاں وہی تُو ہے جس نے چھوڑا تھا
یاد ہے پیار وہ ترا مجھ کو

گِر چکا تھک کے راہ میں تیری
اپنا جانے تو آ اُٹھا مجھ کو

تجھ کو سجدہ نہ جان لے کوئی
حامد اتنا بھی مت جھکا مجھ کو

ابرار حامد - 25.06.2009

کیاری

720 فرد اشعار

ابرار حامد

یونہی دبا ہے کبھی کیا غبار اتنا بھی
ضرور قافلہ منزل پہ جا چکا ہوگا
....
سوار میں بھی تھا گھوڑے پہ وقت کے لیکن
میں اک ڈھلان پہ قابو نہ رکھ سکا خود کو
....
ازل سے اب یہ جو اک سلسلہ خزاں کا ہے
یہ ہر بقا کی فنا کو سفر جہاں کا ہے
....
مِرے زوال کی خاطر نہ کیا کیا تم نے
عروج پھر بھی عطا کر دیا خدا نے مجھے
....
ہم اُس کو کیسے کہیں کچھ بُرا بَھلا یارو
جو جاتے وقت بھی مِل کر گلے گیا ہم سے
....
جو چند روز نہ مَیں اُس کے پاس جا پاؤں
پیام سے وہ غرض اپنی مانگ لیتا ہے
....
دیارِ دل پہ ہے برسوں سے کیوں سماں غم کا
یہاں ثبات نہیں کوئی کیوں تغیّر کو
....
ستارے ہو تو فلک ہی پہ پھر رہو ورنہ
فلک سے ٹوٹ کے رہنا نہیں کہیں کے بھی
....
ابھی تو اتنا کہاں طے ہُوا سفر لیکن
تھکن سے چُور پڑے آبلے ہیں پاؤں میں
....
تُو کوہکن کو چلا ڈھونڈنے کہاں وہ تو
ہے تیرے دل کی چٹاں کے قریب ہی ٹھہرا
....

ابرار حامد

جُدا ہے ہونا تو پھر ایک بار ہی ہو لے
یہ روز روز جُدا ہونا سہہ نہیں سکتا

....

لے تیرے سامنے دستار اپنی رکھ دی ہے
نکال اِس کے سبھی بَل کہ سَر سجا اِس سے

....

مفید ہوگی یہ ہجرت تیری تبھی جب تُو
بچائے خود کو جہاں تک بچا سکے شر سے

....

کسی کی ہار پہ کچھ روز غور کر ڈالو
بچو گے ہار سے سو بار اِس طرح تم بھی

....

یہ تم بھی لائے گلی کیوں گلاب کی جاناں
بچھڑ چکا ہے جو وہ بھی یہ لے کے آیا تھا

....

اِدھر اُدھر کی تو تم کتنی کر چکے باتیں
اِک آدھ ہم سے محبت کی بات بھی تو کرو

....

پڑی ہے جب بھی اچانک کبھی نظر تجھ پر
نہ جانے سکتہ سا کیوں طاری ہوگیا مجھ پر

....

نہ کاٹو پیڑ کو تب تک نہ دیکھ لو جب تک
کسی پرندے کا تو گھونسلہ نہیں اس پر

....

گو جا رہا تھا تُو پر آنکھ کیسے نم کرتا
میں تجھ حَسین نظارے کو کیسے دُھندلاتا

....

مجھے خبر ہے محبت نہیں تجھے مجھ سے
یہ کھیل تُو نے مِری خواری کے لئے کھیلا

....

ابرار حامد

تیرے بغیر بھی جی لیں گے ہم بظاہر گو
مگر وہ جینا کوئی جینا تو نہیں ہوگا

....

شجر سے دھوپ میں یوں ہی نہ سب اماں چاہیں
وہ سخت دھوپ کو سہہ کر بھی چھاؤں دیتا ہے

....

پرندے گھونسلوں میں پہنچیں شام ہوتے ہی
مِرا بھی کاش کہیں کوئی آشیاں ہوتا

....

مِری شکستوں نے صدمے بہت دیئے مجھ کو
پہ فتح کے تو جنوں میں ہے مُبتلا رکھا

....

یہی نہیں کہ ہے بے لوٹی سے نواز مجھے
خدا نے رکھا زِیاں ہونے پر بھی تازہ مجھے

....

تری ادا سے ہیں انداز حسن کے جانے
تری جفا سے وفا کے قرینے سیکھے ہیں

....

جواب دو نہ محبت کا گو محبت سے
ہمیشہ پیش تو آؤ پہ کچھ مروّت سے

....

ترے اشاروں سے سیکھی ہے گفتگو میں نے
زباں کے ہوتے بھی تھا ورنہ بے زباں سا میں

....

گو سَیلِ گِریہ پہ ہے بند ضبط کا باندھا
پہ خطرے کی ہے خبر آنکھ کی نمی میں تو

....

گلابِ وصل ہے مسحور کن ترا اتنا
کہ ہجر رُت بھی ہے اُس کی مہک سے مہکی سی

....

ابرار حامد

.......قطعہ.......

ہزار حیلوں بہانوں سے ذکر کرتے ہیں
کبھی تو سوچ ! تری کتنی فکر کرتے ہیں
ترے وصال کے ہیں لطف میں مگن رہتے
سوار خود پہ کہاں تیرا ہجر کرتے ہیں

....

بغیر اس کے گو مشکل ہی اب گزارہ ہے
ہوس پرستی بالآخر تو اک خسارہ ہے

....

یہ اشک ہیں کب یہ سفیرِ جذبہ ہیں
یہ وہ بھی کہتے ہیں لکھنا جسے نہیں ممکن

....

بھلی کہاں کی ہے خوشبو وفا نہیں کرتی
یہ چھوڑ جاتی ہے غنچے کو پھول ہوتے ہی

....

کہاں ہے سہل نبھانا کسی تعلق کو
کہ ہر تعلق رقابت بھی ہے جنم دیتا

....

کماں پہ رکھو عدو کی سدا نظر گہری
کہ تیر جس کو لگا جب لگا اچانک ہی

....

جو بے پری کو بھی تم بال و پر سمجھ لو تو
اُڑان بھرنی ہے آسان لا مکاں کی بھی

....

ہے نرم لہجے ہی میں حُسنِ گفتگو سارا
کرخت لہجے تو بے علمی کی علامت ہیں

....

یہ آج رات دِکھایا ہے خواب کیا مجھ کو
کسی کو جس کی نہ تعبیر کچھ سمجھ آئے

....

ابرار حامد

ہُوا ہُوں سود پہ خوش کب زیاں پہ رنجیدہ
کہ فکرِ سود و زیاں سے مجھے ہے کیا لینا
....
عجیب لوگ ہیں جھٹلا کے اپنے دعوے خود
ملال آنے نہیں دیتے اپنے چہروں پر
....
بَنا چکا ہُوں تجھے جُزوِ جسم و جاں کب سے
سو اب نہ سوچنا مجھ سے کبھی جدائی کا
....
یہ کس خیال کے پیچھے پڑے ہو برسوں سے
کچھ اِس میں ہوتا تو کیا اب تلک نہ پا لیتے
....
گو میرے شہر سے کب کا تُو جا چکا جاناں
نجانے پھر بھی تُو کیوں آس پاس لگتا ہے
....
ابھی سے وصل یقینی سمجھ لیں کیوں اُس کا
ابھی تو رابطہ بھی ہو سکا نہ دونوں میں
....
میں تیرا ساتھ نبھانے پہ تو ہُوں آمادہ
پہ کچھ تو تُو بھی اشارہ کرے کبھی اِس کا
....
یہ کیوں ہے اتنا سوال و جواب میں جکڑا
وہ کام کر لو جسے وقت دے رہے ہو یوں
....
اُدھر تُو رہ گیا محدود ہو کے بس گھر تک
اِدھر میں رہ گیا اب تیری راہ کا ہو کر
....
پھر اعتراض کرو دُکھ پہ اُس کے جانے کے
کِسی سے پہلے معانی وفا کے تو سیکھو
....

ابرار حامد

دل فسردہ سے اب شکر ہو ادا کیسے
کہ شکر کی تو بنا ہی خوشی ہے بس دل کی
....
میں دیکھ کتنا مگن ہوں ترے خیالوں میں
کہ کوئی سود و زیاں اب نہیں نگاہوں میں
....
ابھی تو چند برس تیری راہ دیکھی ہے
کہے تو عمر بِتا دوں میں راہ میں تیری
....
تُو میرے ساتھ سفر پر ہے کیوں بضد اتنا
کب اتنا رختِ سفر میرے پاس ہے جاناں
....
تُو میری سوچ پہ اب اسقدر ہے کیوں چھایا
ہجومِ کارِ شب و روز میں نہ تُو بھولے
....
بُھلا ہی دیتا اُسے میں بھی جانے پر شاید
مگر وہ جاتے ہُوئے خوش نہیں تھا جانے پر
....
راستے کا بھی کیوں پیڑ کاٹنے ہو لگے
جُھلستی دھوپ میں رَہ رَو کہاں پہ دم لیں گے
....
بٹھایا ہی نہیں کاغذ کی ناؤ میں ہم کو
مصیبتوں کے سمندر میں بھی اُتارا ہے
....
یہ شہر یار مقرّر کیا اُسے بھی کیوں
شناسا تک جو نہیں حرفِ خیر خواہی سے
....
کب اُس نے چھوڑا ملاقات کے بھی قابل ہے
سو اب گلی سے بھی اُس کی کبھی نہ گزریں گے
....

ابرار حامد

تم ایک بار اشارہ کبھی تو کر دیکھو
نہ کود ے آگ میں بھی تو بلا سے جو کہنا

....

نہ کاٹو پیڑ ہمارے ہیں گھونسلے اِن پر
زمین بوس نہیں گھونسلوں میں ہم رہتے

....

جو صحرا آندھی کی رفتار کو بڑھائیں گے
تو ہم بھی پیڑ ہیں پھر سُست کر دکھائیں گے

....

ابھی تو رات کا پہلا پہر نہیں گزرا
ابھی سے صبح کا کیوں انتظار ہے تم کو

....

یہ عمر قید کے دُکھ کا کسے ہے اندازہ
بس ایک عرصہ کوئی گھر میں رہ کے دکھلائے

....

ہمارا جُرم نہیں در گزر کے کب قابل
تھے صبح نکلے تو آئے ہیں شام ہوتے ہی

....

ہُوئے ہیں رزِق مسائل تھے جو بھی چارہ گر
اب اور عُقدہ کُشا ہم کہاں سے لاتے رہیں

....

چراغ وہ بھی جلا کر تمھیں دکھائیں گے
ہَوَا کو جس سے ڈرا کر تمھیں دکھائیں گے

....

تمھاری بزم سے گھر میں اکیلے بھی اچھے
تمھارے بے جا گِلے تو یہاں نہیں سُنتے

....

جواب کیوں دُوں اگرچہ سوال آساں ہے
مِرا وقار کہاں اسقدر بھی ارزاں ہے

....

ابرار حامد

یہ کیسا خواب مجھے آنکھیں ہیں دِکھا بیٹھی
کہ جینے مَرنے کے سب ڈھنگ ہیں بُھلا بیٹھی
....
ہمیں یہ دشت نوردی مِلی ہے ورثے میں
ہمارا واسطہ ہے قیس کے گھرانے سے
....
یہ تیری یاد ترا روز کیوں پتہ پوچھے
تو کیا یہ چاہے کہ ہم دونوں پھر لگیں ملنے
....
اے شور تُو بھی گھڑی دو گھڑی کو اب سو لے
کہ ہولے نیند سے بے دار خامشی بھی تو
....
میں کیا چراغ بجھا بیٹھا سب بگڑ بیٹھے
بجھا چراغ جلایا نہ پر کسی نے بھی
....
اگر یہ سچ ہے کہ وہ مجھ کو بھول بیٹھا ہے
تو میرے گھر کو گلی سے گزرتے کیوں دیکھے
....
جو چاہتے ہو کہ ہو جائیں مہرباں تم پر
تو ہاتھ کھینچ لو بے جا ہمیں ہرانے سے
....
یہ آفتابِ جواں سالی جب ہے ڈھل جاتا
بھلا کے اِس کو سبھی چاند صبح تک پوجیں
....
ہے رات ہونے کو اَور چُور بھی ہُوں اب تھک کر
پہنچ کے میں نے پہ منزل پہ اب ہے دم لینا
....
ہے تنگ کرنے لگا اب مِرا لہو مجھ کو
کبھی اُبلتا ہے اَور گاہے جمنے لگتا ہے
....

ابرار حامد

تجھے میں چھوڑوں تو میں بے وقار ہوتا ہوں
مرا لباس ہے تُو بے لباس تجھ بِن ہُوں

....

چل آ نکل تو پڑیں اب سفر پہ ہم دونوں
کبھی تو پہنچیں گے ہم دونوں اپنی منزل پر

....

معاملات کی کیا گرہیں زندگی کھولے
کہ یہ تو خود بھی ہے الجھے سے ریشموں جیسی

....

کبھی تو وہ بھی محبت بھری کرے باتیں
کبھی مجھے بھی یقیں آئے کہ وہ میرا ہے

....

یہ کیا ضرور کرو گے نہ اب جفا ہم سے
جفاؤں ہی سے تو ہو اعتبار کھو بیٹھے

....

لگی ہے روز ہی دونوں کو ڈسنے تنہائی
ملاپ ٹھہرا ہے دونوں کے روگ کا درماں

....

سمجھ نہ آئے کہ تُو کیسے پیار کرتا ہے
نہ اک بھی مانے مری اپنی سب ہی منوائے

....

یہ کیا کہ جاتے ہُوئے بھی نہیں ہو افسردہ
لگے کہ میرے ہُوئے ہی نہیں تھے تم اب تک

....

کرم کریں جو کبھی وقت کچھ ملے تو مرے
غریب خانے کو بھی کرنے دیں قدم بوسی

....

کبھی کبھی تو ترے بعد یوں لگا مجھ کو
کہ بحرِ ہجر نے کشتی ڈبو دی چاہت کی

....

ابرار حامد

میں جانتا ہُوں کہ وہ بے وفا ہے پر پھر بھی
میں انتظار کروں گا کہ خود وہی چھوڑے

....

وجیہہ اتنا بھی ہے کون آ بسا دل میں
جو مجھ کو پست پڑا کرنا اپنا لہجہ بھی

....

مرا دروں ہے یہ کس کشمکش میں اب اُلجھا
حواس گویا بگولے ہیں بے قراری کے

....

ہَوا کے جھونکے سے کب شاخ یوں ہی ٹوٹی ہے
کسی نے گھونسلہ کاغذ کا دھر دیا ہوگا

....

کسی کے وصل کسی کے فراق کی باتیں
ہمیں سُنا کے وہ حال اپنا کہہ تو سکتے ہیں

....

وہ کاش مجھ کو بتا دیتا وہ کمی میری
کہ اور کا وہ ہُوا جس پہ چھوڑ کر مجھ کو

....

وہ ساتھ ہو تو کوئی دُکھ بھی دُکھ نہیں لگتا
وہ دُور ہو تو کوئی سُکھ بھی سُکھ نہیں لگتا

....

میں تیرے کوچے سے لَوٹوں تو کس طرح لَوٹوں
کہ خار خار ہُوئیں واپسی کی سب راہیں

....

کیا تھا کیا نہ کہ رہ لُوں ترے سِوا بھی میں
پہ تیرے ساتھ سا اک پل ترے سِوا نہ کٹا

....

وہ آ مِلا تو لگا جاں میں آگئی جاں سی
جُدا ہُوا تو لگا پھر سے جاں پہ بن آئی

....

ابرار حامد

یونہی جو چلتی رہی غم کی روز و شب آندھی
بکھر بھی سکتے ہیں خوشیوں کے پھول پھل پھر تو

....

یہ تیرے جانے پہ کیا کم ہُوا زیاں میرا
کہ میرے حُسن کا موسم بچھڑ گیا مجھ سے

....

کہاں تلک میں تری دیکھتا رہوں راہیں
کہ انتظار سے پتھرا چکی ہیں اب آنکھیں

....

ہُوں آفتاب مِرے دم سے تم جہاں دیکھو
مرے بغیر بھی کچھ تم بھلا کہاں دیکھو

....

اے بجلیو! نہ گرو میرے آشیاں پر یوں
تمھارے رُخ پہ بھی ورنہ ہے راکھ نے گرنا

....

یہ بھول جاؤ کہ کر لو گے قید تم مجھ کو
میں بس ہَوا ہی نہیں تیز و تند آندھی ہُوں

....

ترے مزاج کے برعکس کب کہا کچھ بھی
تُو پھر بھی خوف زدہ سا ہے کس لئے مجھ سے

....

اگرچہ تُو نے ہمیشہ ہی کی جفا مجھ سے
مگر یہ کہنے سے ٹھہروں گا بے وفا میں بھی

....

یہ دل کے در پہ دیئے جا رہے ہو کیوں دستک
میں اب تو خود بھی نہیں اس میں کس سے ملنا ہے

....

میں خود کو اُس کے لئے وقف بھی ہوں کر سکتا
جو عمر بھر کو وفا کی مجھے ضمانت دے

....

ابرار حامد

بُری نظر سے بھی جن کو کبھی نہیں دیکھا
عجب ہے آئے وہی جاں ہماری لینے کو

....

میں نام لیتا نہیں تجھ سے مِلتا جُلتا بھی
کہ مجھ سے تیرا تعلّق نہ سب پہ کُھل جائے

....

فریفتہ تھا وہ جن آنکھوں پر کبھی میری
رُلا گیا ہے اُنھیں کو وہ بے وفائی سے

....

خزاں گزیدہ بہاروں کا ذکر مت چھیڑو
دُکھیں کے دل یوں سبھی گل پسند لوگوں کے

....

ضیا شناس نہیں تیرگی شناسا تو
گریز کرتا جہالت سے کس طرح عالِم

....

تو میرے وار پہ مت اعتراض بھی کرنا
دیارِ شب میں یہ سورج ہے کب یونہی آتا

....

بری اداسی بھی کام آگئی مرے کتنی
کہ محتسب بھی مجھے کچھ سزا نہ دے پایا

....

نہ اسقدر بھی کچل میری بے بسی میں مُجھے
میں تجھ کو مارنے پر بھی تو مارا جاؤں گا

....

یہ بات بات پہ کیوں راہ روک لیتے ہو
کہیں میں بھا تو نہیں ہوں گیا تمھیں حامد

....

تمھارے آنے کا سُن کر نجانے دل کیوں کر
تمھاری راہ میں ٹکتا چلا گیا پل میں

....

ابرار حامد

ہے دل کی کشتی ہوَس کے بھنور میں گھِر بیٹھی
کوئی تو لائے بھنور کے قریب ساحل کو

....

تِرے بچھڑنے کو کس کس سے اب چھپاؤں میں
کبھی کبھار ہی گو مِل بھرم تو رہ جائے

....

تمھیں نہ ہم سے ملاقات کی ملی فرصت
تمام عمر رہے منتظر تمھارے ہم

....

وہ تیرا جاتے ہُوئے دیکھنا مجھے مُڑ مُڑ
ہے کہہ رہا میں نے روکا نہ کیوں تجھے بڑھ کر

....

سمجھ سکے گا زباں کون میرے اشکوں کی
اے چشمِ اشک فشاں تُو ہی لاج کچھ رکھ لے

....

یہ کس کے دھیان میں اب ہو چکے ہو گُم اتنے
کہ بات بات پہ جو بات بھول جاتے ہو

....

وہ پاس رہ کے بھی کچھ دُور دُور رہتا ہے
وہ لطفِ قُرب ہی سے آشنا نہیں شاید

....

یہ بدلے بدلے سے کیوں آج ہم کو لگتے ہو
کہیں بدل تو نہیں بیٹھے ہم سے دل سے بھی

....

تمام رات سحر کے لئے نہیں سویا
سحر ہُوئی تو مجھے گہری نیند لے ڈوبی

....

تری جبیں کو کہ میں تیرے ہاتھ کو چُوموں
کہ بخت شاہی ہُنر بے مثال ہے تیرا

....

ابرار حامد

یہ کون اِتنا حسیں آ کھڑا ہے ساحل پر
جو اُس کی سمت کو موجیں لپک لپک جائیں

....

بجز کمالِ ہُنر تو نہ چاہو تم شہرت
نہ سیڑھی ہو تو کوئی چھت پہ جا نہیں سکتا

....

تلے گئے ہیں کبھی تھوک میں پکوڑے کیا
اُٹھا کے ایڑیاں کب قد بڑھا کسی کا بھی

....

یہ میری چُپ بھی مِری گفتگو کا حصّہ ہے
مِلا کے دیکھ کبھی مجھ سے تُو نظر چُپ میں

....

ہُنر تو ہاتھ میں ہے چاک میں ہے کب کوئی
ہے شک تو کعبے کی مٹی کو بھی گھما دیکھو

....

میں شعر کہنے پر اُترا ہُوں جس گھڑی حامدؔ
بَلا کے پائے کھڑے سامنے خیال اپنے

....

لگی ہے آگ ہر اک شخص ہی کے خیمے میں
فرات خشک ہے ہر کوئی کربلا میں ہے

....

گزاری ہم نے یہ شب کیسے لمحے گِن گِن کر
چڑھا پہ چاند نہ تارہ کوئی سحر تک بھی

....

یہ کس کے قدموں نے تارے کو روندھ ڈالا ہے
جو مارے شرم کے چھوڑ آیا آسماں تک کو

....

تُو مجھ کو چُھو تو سہی لاکھ میں بکھر جاؤں
بکھر گیا بھی تو ہُوں گا میں تیرے قدموں میں

....

ابرار حامد

تجھے خلاء میں بتا کس طرح میں لے جاؤں
مجھے لگے ہیں نہ تجھ کو لگے ہیں پر کوئی
....
بچو کسی کی رقابت سے بچ سکو جتنا
توانا ورنہ نہیں رہ سکو گے پھر ایسے
....
وصال و ہجر کی اس وقت تک حقیقت کیا
پیامِ عشق نہ جب تک نگاہیں دونوں دیں
....
اے چاند اب تو چمک رات ہے اندھیرا ہے
کہ اب کھلونوں کو بچّے ہیں رو رہے میرے
....
سفر میں زیست ہے منظر گزرتے جاتے ہیں
یہ کب ہے جینا کہ جی جی کے مرتے جاتے ہیں
....
میں جانتا ہُوں کہ وہ بے وفا ہے پر جانے
میں اُس کے واسطے کیوں خود کو وقف کر بیٹھا
....
وہ آنا جانا ترا اور چھیڑ چھاڑ تری
وہ تیرے مجھ سے محبت کے دن بھی کیا دن تھے
....
ترے وصال کی حسرت ہے پر میں ڈرتا ہُوں
کہیں نہ ہجر کا بن جائے پھر سبب یہ ہی
....
کسی کو چھوڑو یہ خود ہی سے پوچھ لو بیشک
کبھی دوا اور گاہے دعا نہ کام آئی
....
گو آ کے پانی گلے ملتا ہے کناروں کے
کنارے ساتھ چلے پھر بھی کب ہیں پانی کے
....

ابرار حامد

تُو مجھ سے جیت گیا اور تجھ سے میں ہارا
تھا یہ تو ہونا مگر ہار کس کو دِکھلاؤں
....
جُھلستی آگ سی کیوں دھوپ سے ہو گھبراتے
لگائے پیڑ نہ کیوں راستوں میں چھاؤں کو
....
ہیں مہکی یادیں تری لطفِ لمس سے تیرے
ہے یاد ہونٹوں میں ہونٹوں کا جذب وہ ہونا
....
ہَوا کے جھونکے بھی کِس سے وفا نبھاتے ہیں
یہ خشک پتّے یونہی شور کب مچاتے ہیں
....
مِلا نہ کر تُو مجھے اہتمام سے اتنے
بچھڑ گئے جو مجھے وہ بھی یوں ہی ملتے تھے
....
لگا کے آگ مِرے گھر کو تُو یہ کیوں چاہے
جو تیرے گھر کو لگے آگ تو بجھا ڈالوں
....
گو ایک اپنے سا بھی مجھ سے آشنا نہ رہو
پہ اجنبی بھی تو تم ایک غیر سا نہ رہو
....
بپا ہوں بَین نہ کیوں روشنی کے ڈیرے میں
مہ و نجوم تلک ہیں چُھپے اندھیرے میں
....
گھٹا نہ دیکھ سکی عشق کو چکوری کے
لگی وہ ناچنے تو چاند کو چُھپا ڈالا
....
جو روشنی کو بھی اے یار تیرگی جانے
وہ ہر صدا کو بھی کیوں کر نہ خامشی جانے
....
ابرار حامد

زمیں کا عجز سے نکھرنا حسیں ہُوا کتنا
کہ آسماں بھی جُھکا چومنے جبیں اس کی

....

چلے ہو کوزہ گری کو عجب ہو کوزہ گر
تمہارے پاس تو مٹی نہ چاک ہے کوئی

....

یہ کیسا کھیل رہے کھیلتے سدا دونوں
جسے وہ جیتا نہ ہارا اُسے کبھی میں نے

....

نکلنا ہی تھا سفر کے لئے فقط مشکل
نکل پڑے تو ہُوا طے دِنوں کا پہروں میں

....

یہ میرا دل ہے پہ باغی ہے ہو چکا مجھ سے
نجانے تیری کوئی بات کیوں نہ یہ ٹالے

....

ہزار ضبط پہ قدرت کے باوجود بھی کیوں
گِھرا ہُوں نازو ادا کے حصار میں تیرے

....

نسیمِ صبح ! کہ بادِ صبا سا ہے گویا
وہ پاس سے بھی جو گزرے مِہک سا جاتا ہُوں

....

سدا جو ساتھ رہا رتجگوں میں بھی میرے
اب اُس کو خواب میں آنے سے کس لئے روکوں

....

یہ میرا پیار کسی چاند سے کہاں کم ہے
کہ کہکشاں بھی ترے جیسی ہے مگن اس میں

....

گھٹا چُھپائے گی چہرے کو چاند کے کب تک
کہ رہ بھٹکتی ہَوا ہی گھٹا ہٹا دے گی

....

ابرار حامد

مِری زباں نے یہ کیا نام لے لیا تیرا
ہے انگ انگ مِرا شہد سا ہُوا شیریں
....
یہ اُونچ نیچ کی تفریق بس تمھی جانو
ہم اہلِ عشق بجز عشق کے نہ کچھ جانیں
....
وہ مے کے سُود و زیاں کی ہے کیا خبر رکھتا
جو آگے سے بھی نہیں گزرا مے کدے کے کبھی
....
نہیں ہو کیا کیا کہے جاتے رات دن مجھ کو
گِلہ کروں تو ہو کہتے کہ کب کہا ہے تجھے
....
میں زر خرید ہوں تیرا نہ نیچ ہُوں کوئی
میں خاندانی ہُوں لہجہ درست رکھ اپنا
....
دِکھائے اُس کے نہ کیوں رُخ کے داغ آئینہ
تو کیا فریفتہ وہ بھی ہے ہو گیا اُس پر
....
کِسے کِسے نہ دیا ہم نے دل یہ تحفے میں
کسی بھی شے سی کسی نے نہ قدر کی اس کی
....
بُھلائے جاتے ہو کیوں زیست کے اصولوں کو
کسی رسول نے تجدید کو نہیں آنا
....
کریں نہ ظلم پہ اب بھی کبھی بغاوت کیا
یہی ازل سے سبھی کی نہیں ہے فطرت کیا
....
کسی طرح تو مچل اُٹھنا تھا تمنّا نے
ہَوا بھی پا کے نہ کب بھڑکی کوئی چنگاری
....
اُبرار حامد

میں انتظار بھی گر چھوڑ دُوں ترا جاناں
تو کیا نہ مار کے رکھ دے کی مجھ کو مایوسی

....

اے میری جان مجھے چھوڑ کر نہ جا تنہا
تُو میرے واسطے جینے کا اک بہانہ ہے

....

یونہی تو سنگ سے شیشہ نہیں ہے گھبراتا
یہ پیار سے اُس کو ملنے کبھی نہیں آتا

....

کجا کہ باتیں سُنیں چہرے کو نہ کیوں دیکھیں
سُنا ہے چہرہ بتا ڈالے حال سب دل کا

....

کہانیوں کا زمانہ سدا ہی رہنا ہے
جوانیوں کا زمانہ سدا ہی رہنا ہے

....

کوئی بھی کام نہ جب خوب خوب ہو پائے
ہے بگڑا بخت رہی یا نہیں توانائی

....

سرِ غرور کا جھکنا ہے بخت میں اس کے
یونہی تو روز نہ اُترے زمین پر سورج

....

تمھارے واسطے یہ چُپ ہی اب غنیمت ہے
کہ بولنے پہ حقیقت چھپی نہیں رہتی

....

تمام دن گو اِسی جستجو میں گزرا ہے
سحر کے خواب کی تعبیر پر نہ مِل پائی

....

مِری مجال ہے کیا آپ کو کہو مجرم
فقط یہ چاہوں کہ کچھ دیر آئنہ دیکھیں

....

ابرار حامد

جسے طلب کے زیاں کا شعور مِل جائے
وہ دستِ زیریں نہیں دستِ بالا بنتا ہے
....
کوئی فصیل نہ گرنے دو ضبطِ پیہم کی
کنارے ٹوٹیں تو سیلاب آ کے رہتا ہے
....
ترے وصال کا اک ایک پل ''میرے سب کچھ''
تری جُدائی کے برسوں سے ہے کہیں بڑھ کر
....
یہ آگ عشق کی دیکھو نہ سرد پڑنے دو
وگرنہ ہجر برودت ہی دِل جما دے گی
....
خبر بھی ہے کہ یہ ساون کی رُت ہے کیوں آتی
یہ آئنہ ہے مِری جان ہجر کی رُت کا
....
طویل عرصہ تلک میں نے جستجو تو کی
پہ کر سکا نہ کمی تیری سرد مہری میں
....
چلی ہے چاند سے مِل کر یہ چال کیا سورج
اندھیرا کرنے کو چُھپ بیٹھے ''رات بستی'' میں
....
کہاں نہیں ہیں نشیب و فراز دھرتی پر
کبھی نہ موندھ کے آنکھیں چلو کہیں پر بھی
....
منانے آتے رہو تم بھی اب یونہی ہم کو
اُٹھایا بھی تو تمھی نے تھا ہم کو پہلو سے
....
وہ آنسوؤں سے گلے مِل کے روز روتی ہیں
جو خواہشیں نہ کسی طور ہو سکیں پوری
....

ابرار حامد

ترے دیار سے ہجرت کا کس لئے سوچوں
ترے بغیر مرا دن چڑھے نہ شب چھائے
....
جو بھولے بھٹکے وہ آ ہی گئے مرے ہاں تو
خدایا اب تو مرے ہاں ہی کا انھیں کر دے
....
اکیلے پن کا یوں احساس کیوں دلاتے ہو
ہے ساتھ رہنے کی خواہش تو پھر چلے آؤ
....
گو جلد آنے کا کہہ کر تو جا رہے ہو پر
ہے ڈر کہ تم بھی یوں جا کر کہیں نہ پھر لوٹو
....
یونہی پریشاں ہوں کب میں ہوں مضطرب یوں ہی
کبھی جو چھوڑ گئے تھے وہ آنا چاہیں پھر
....
یہ کتنا اور ابھی رکھنا ہے تذبذب میں
یہ روز ایک نیا وعدہ کر رہے ہو کیوں
....
کہا ہے کب یہ ابھی تم کو لے کے جانا ہے
پہ یہ تو کہہ دو کہ کس روز تم نے آنا ہے
....
نہ جانیں ہجر کو بھی تیرے اب غنیمت کیوں
یہ عشق ہے کوئی خواہش نہیں جو پوری ہو
....
جو کربِ ہجر کسی سے چھپا نہیں سکتا
کسی کے عشق کے وہ پاس سے بھی مت گزرے
....
تم اپنے پہلو میں اک پل تو بیٹھ لینے دو
یقین جانو کہ اب یہ ہی ایک حسرت ہے
....

ابرار حامد

وہ جس خیال سے مجھ سے گریز کرتا ہے
وہ بات وہم و گماں میں بھی اب نہیں میرے
....
ہے خیریت تو ! نکلتے نہیں ہو جو گھر سے
ہم اک نظر کی جھلک کے ہیں منتظر کب سے
....
تم اِس سفر میں مجھے تنہا کیوں سمجھتے ہو
یہ اک غبار نہیں آ رہا ہے کیا پیچھے
....
کسی حَسیں سے رہ و رسم کیوں بڑھاؤں میں
رقیب اپنے ہی یاروں کو کیوں بناؤں میں
....
تم اتنا جلد بھی کیوں چھوڑ کر چلے ہم کو
یہ کام اتنی بھی جلدی میں کون کرتا ہے
....
کسی سے ترکِ تعلّق کا مت کبھی سوچو
کوئی شناسا بھلایا گیا ہے کب کس سے
....
کسی سے ہو بھی محبت تو بس چُھپا رکھنا
کہ مان کر یہ نبھانی بہت ہی مشکل ہے
....
دیئے جلاتے چلے جاؤ اب جہاں تک ہو
جہاں تلک ہے اندھیرا کہ لَو وہاں تک ہو
....
جو اتنا کچھ ہے مجھے یا خدا دیا تُو نے
تو ایک اپنی رضا بھی مجھے عطا کر دے
....
ہو جب بھی ملتے تم اوروں کا ذکر کرتے ہو
تو گویا ہم سے نہیں تم کو واسطہ دل سے
....

ابرار حامد

گو ظاہر ہرا تو میں اک پھول پیش کرتا ہوں
مگر یہ اصل میں دل ہے بِرا بِری جاں ہے

....

تیرا نیاز مند ہُوں مرضی بِری ہے کیا
اپنی ہر ایک شے کو نہ کیوں جانوں اب تری

....

میں تیری تلخ و تُرش سہے جاؤں کب تلک
دریا پہ کب ہے بند سلامت رہا سدا

....

تُو بھی بِرے عدو کا طرفدار کیوں ہُوا
مشکل گھڑی میں کب نہ ترے ساتھ میں رہا

....

اب لاکھ بات رکھنے کو تم روز بھی مِلو
لیکن ہے بنتی بات محبت سے مل کے ہی

....

اپنا کے جن کو آج بُرا کہتے ہو ہمیں
لازم ہے کیا وہ غیر نہ ہو پائیں گے کبھی

....

وہ خاک جانے کس کو محبت کہیں سبھی
دل جس کا بے رُخی سے ہو پتھر سا ہو چکا

....

مت چھوڑ اپنی دھرتی کہ ترسے نہ پھر سدا
اک ہم زبان اور مزاج آشنا کو تُو

....

ہو جاؤں مَیں بھی کس لئے قوسِ قزاح سا
گو اس میں کتنے رنگ ہیں پر کتنے دیر پا

....

گھیرا غموں کے کانٹوں نے دلِ گلستاں کو کیوں
پھولوں سے بُلبلوں کو ہیں کیوں دُور رکھ رہے

....

تم کیا ہمارے گھر سے نکالو گے اب ہمیں
کوئی چٹاں ہلی بھی بگولوں سے کیا کبھی

....

ایسا بھی جبر اُس پہ ہے سورج نے کیا کیا
آنکھوں سے کوہسار کی آنسو بہا دیئے

....

تیرے بغیر کتنی تھی آساں بہت مری
اے کاش تجھ کو پانے سے پہلے یہ جانتا

....

کتنی نکھاری سوچ ہے اخلاص نے مری
ہر مکر ہر فریب لگے سانپ سا مجھے

....

مجھ سے کہیں نڈر ہے یہ نوکِ قلم مری
میں مصلحت بھی برتوں تو دو ٹوک یہ لکھے

....

اتنا فریفتہ بھی ہُوں تجھ پر میں کیوں ہُوا
اب میرا جینا مَرنا جو تیرے لئے ہُوا

....

جب تیرے بعد تجھ کو بُھلایا ذرا کبھی
رُودادِ عشق ساری ہی بے رنگ ہو گئی

....

اے رنجگو ! یہ خواب ہو کیوں ہم سے چھینتے
ہم مفلسوں کا ایک اثاثہ یہی تو ہے

....

پُر فکر یہ بڑھاپا لگا مارنے مجھے
یا رب یہ لے کے لَوٹا دے بچپن مرا مجھے

نفرت سی جانے ہوگئی کیوں شور سے مجھے
اب اچھی لگ رہی کیوں ہیں سرگوشیاں مجھے

....

ابرار حامد

یہ ہر کسی پہ کرتے ہو تنقید کس لئے
کیا اب جہاں میں کوئی بھی اچھا نہیں رہا

....

ہم پھر سے رسم و راہ تو قائم تھے کر رہے
خدشات اپنی نوکیں تھے لیکن چبھو رہے

....

دیکھو تو کسقدر ہیں قناعت پسند ہم
جب سے تمھیں ہے پایا طلب اور کی نہ کی

....

یہ شوقِ رہ نوردی کہاں اچھا شوق ہے
یہ گردِ راہ رہ رَو کو کر کے ہے چھوڑتا

....

سُنتے ہی کچھ پہ جھوٹ یا سچ کا گماں نہ کر
پرکھے بِنا نہ اصل کو اس کی بیاں نہ کر

....

حاصل ہے تیرا وصل تو بے شک مجھے مگر
ترسا ہوا ہوں اب بھی میں کیوں تیرے وصل کو

....

چھوڑو دِکھاوے کی یہ اب آہ و فغاں کو تم
دل سے کہیں نہ آہ و فغاں کرنے لگ پڑو

....

جانے پہ تیرے ہم ہی اکیلے ہیں کب اداس
آ دیکھ گھر کی ہر شے ہے ویران کسقدر

....

پتھر دِلوں پہ آہ و فغاں کا اثر کہاں
اِن کا علاجِ شافی ہے ضربِ اَنا فقط

....

تم یوں ہی کاٹے جاؤ گے کہسار کب تلک
یہ آج تک کسی سے ہے کب ختم ہو سکا

....

ابرار حامد

کاغذ کی ناؤ میں تو ہو بٹھلا رہے ہمیں
ہم نے مگر ہے جانا تمھیں لے کے ساتھ ہی
....
صحنِ خیال سے مِرے دیواریں یوں گرا
حیراں ہو میری سوچ کی وسعت پہ کائنات
....
گو دن کسی کے عشق میں کٹنے کے تھے مگر
جاناں کے غم کو کھا گئے غم روزگار کے
....
اتنا تھا چُور چُور تھکن سے بدن مِرا
شب کروٹیں بدلنے ہی میں ساری کٹ گئی
....
کیسے وہ ماضی بُھولوں کہ یاد آیا جب بھی جو
مہکا ہے پھول سا تو کبھی کانٹے سا چُبھا
....
جب کل کے اجنبی نہ رہے آج اجنبی
کل کے شناسا آج شناسا رہے نہ کیوں
....
اپنی زباں سکھا دیں لکیریں جو ہاتھ کی
کیوں کر نہ اُن سے پوچھ کے سب کام پھر کروں
....
پھر ٹھہری ''لکھے موسیٰ پڑھے خود خدا'' سی وہ
جدّت کو جب بھی ساتھ روایت نہیں مِلی
....
تجھ سے بھی اک حَسیں نے تھی کل چاہی دوستی
تُو نے وفا نبھانے سے انکار کیوں کیا
....
کیا کیا بھرے نہ رنگ تصوّر میں ہیں ترے
تجھ سی حَسین پھر بھی نہ تصویر بن سکی
....
ابرار حامد

دریائے شوقِ نام و نمود اب بپھر چکا
باندھو نہ بند اِس کے تم اب رُخ کو موڑ دو

....

پہلے بچائیں خود کو نہ کیوں ہر زیاں سے ہم
پھر ڈھونڈنے کو نکلیں گے ہر فائدے کو ہم

....

وصل و فراق تیرا حیات اور موت ہے
پہلا ہے ابتدا اور انجام دوسرا

....

پہلے تو سب سے کہتے تھے خود اپنا عشق ہم
اَور اب چُھپاتے ہیں کہ نہ رُسوا ہوں یوں کہیں

....

مجھ کو دیا ہے گھر تو دی تنہائی کس لئے
دیوار و در کو ہی دے زباں بات کر سکوں

....

مجھ کو تھا چھوڑتے ہُوئے سوچا نہ کس لئے
پھر بھی تو پڑ ہے سکتی ضرورت میری کبھی

....

مانا کہ ہجر راجہ بہت سخت گیر ہے
لیکن ہے وصل دیوی پہ دل سے فریفتہ

....

امکاں کی بے ثباتی اُچک لے فنا کبھی
یا رب قیاس کی بھی یہ سُن لے دُعا کبھی

......قطعہ......

ناکام کر کے عشق تو مت آزما مجھے
خود بھی کبھی تو بن کے مِرا تُو دکھا مجھے
کرتا ہے پھر بھی مجھ سے تُو اتنا گریز کیوں
تُو خود بھی مانتا ہے بہت با وفا مجھے

....

ابرار حامد

کیوں اندھا دُھند مانیں سبھی دل کے فیصلے
کرتا نہیں ہے کیا یہ غلط فیصلہ کبھی
....
میٹھے پھلوں کی آس پہ بو بیٹھے کیا شجر
ہر پھل ہی تلخ و تُرش ہے اب اِس پہ آ رہا
....
گو اپنا حق ہے جبر سے بھی لینا کب غلط
پر وقت کہہ رہا ہے تحمّل سے صبر سے
....
کب کچھ بھی کامیابی سے ہم پا نہیں سکے
پایا نہیں ہے ہجر مکمّل تمھارا کیا
....
دیکھو یوں بے سبب تو نہ اب جاؤ چھوڑ کر
کب داغدار کچھ بھی کسی کو بَھلا لگا
....
کٹ جانا راستی پہ شہادت کی مَوت ہے
اے کاش ہو یہ لکھّی مرے بخت میں کہیں
....
دیکھو نہ کاٹو راہ کا اک ایک پیڑ یوں
کچھ لوگ پھر سفر پہ نہ نکلیں گے دھوپ میں
....
میں برگِ خشک سا ہُوں ترے سامنے کھڑا
لے جا ہَوائے عشق جہاں چاہے تو مجھے
....
جلنے کو دل تھا دھوپ کی شدّت سے ہجر کی
سو وصل کی ہم آس کی چھاؤں میں آگئے
....
شوریدہ سر ہیں عمر بسر کرنے چل پڑے
اپنی اماں میں رکھّے ہمارا خدا ہمیں
....

ابرار حامد

پھولوں کو ان کی شاخوں سے مت چاہو توڑنا
اکثر بکھرتے دیکھے ہیں یہ ٹوٹتے ہوئے
....
کمزور اتنا بھی تو نہیں حافظہ ترا
پہچان مجھ کو دیکھ کے تُو غور سے ذرا
....
مشکل کی کس گھڑی میں ہوں گھبرایا کچھ کبھی
ایسا ہر ایک شخص کہاں کر سکا سدا
....
تجھ کو مرے جنوں پہ ہے کچھ شک اگر تو پھر
روداِدِ زندگی کو مری پڑھ کے دیکھ لے
....
ترکِ تعلقات کے اسباب لاکھ تھے
پھر بھی نبھا دی تجھ سے مِرا حوصلہ تو دیکھ
....
پوجا کے سب معانی ہُوں میں خوب جانتا
آ بن کے ناخدا تُو بھی مجھ کو دِکھا کبھی
....
کچھ تو علاج کرنے دے بیمار زندگی
مَر مَر کے روز جینا بھی آسان ہے کہاں
....
کیوں برگ و بار سہمے ہیں چپ سادھے پیڑ کیوں
طوفانِ باد و باراں تو کیا آ نہیں رہا
....
رسم و رواج چھوڑ کے اپنا قناعتیں
بد حالی کی وگرنہ رہیں گی شکایتیں
....
جانے تُو کیسے مجھ سے اے جاناں جُدا ہُوا
پھر تیرے بعد اور نہ بھایا کوئی مجھے
....

ابرار حامد

میری سپاہ جنگ میں حامی عدو کی تھی
ایسے میں خاک جنگ دِکھاتا میں جیت کر
....
وہ کب کسی طرح بھی برابر کا تھا مِرے
رہنا تھا زیر کر کے بھی تو شرمسار ہی
....
اب مجھ سے چال کوئی بھی کیوں چل نہیں رہا
دشمن تو ہوگئے کیا نہیں یار اب مِرے
....
جانے زباں نے کیسے تجھے اپنا تھا کہا
دل لڑ رہا ہے تیری جفا پر زبان سے
....
کب تک اے آنکھوں دیکھتی جاؤ گی خواب ہی
تعبیر کی بھی راہ میں بیٹھا کرو کبھی
....
ساحل بھی دُور آندھی بھی طوفاں سے کم نہیں
کشتی بھنور میں اور ہیں سب بادباں پھٹے
....
ہر اِک خوشی ہجومِ مصائب میں کھو گئی
اور مَوجِ غم حواس کی کشتی ڈبو گئی
....
غیروں کے وار بال بھی بیکا نہ کر سکے
اپنوں کے طعن و طنز جگر چھلنی کر گئے
....
کیا قدر ہوگی حُسن کی اُس کور چشم کو
آواز تک بھی جس نے سُریلی سُنی نہیں
....
رکھ دے گا زندگی کے یہ سب لطف رول کر
تم اور جو بھی چاہو کرو عشق مت کرو
....

ابرار حامد

رقصاں ہے جھیل سامنے ہمراہ چاند کے
کیسی حسین رات میں ہوں میں ترے بغیر
....
اب ذکرِ حسنِ خوباں کہاں کرتا ہے کوئی
اب رنگ ہائے دُنیا ہیں موضوعِ شاعری
....
یہ عشق زندگی سے الگ بھی نہیں ہے پر
ہم کیوں کریں یہ کارِ ہمہ وقت کی طرح
....
ہائے یہ کس سے ملنے جزیرے پہ آگئے
دل ہوگیا یہیں کا سو لے جاؤ کشتیاں
....
اس شاعری نے کیوں مجھے بے کار کر دیا
کس جرم پر نوشتہ ءِ دیوار کر دیا
....
تُو اسقدر بھی مجھ سے اے جاں مت گریز کر
مجھ میں بتا کمی ہے نظر آئی کیا تجھے
....
مجھ پر بھی آنکھیں موندھ کے مت اعتماد کر
ہو سکتی کیا نہیں کوئی مجبوری کل مجھے
....
چُھو بیٹھے ہم وفا کی یہ اب انتہا کو کیا
اچھی لگی ہے لگنے یہ رسوائی تک ہمیں
....
جب بھی پڑی نظر تری تصویر پر مری
تصویر تھام کر ہوں لگا کرنے رقص مین
....
نیّت کے اِس فتور کا تیرے علاج کیا
ہر تری ہاں کے پیچھے ہیں انکار سَو چُھپے
....

ابرار حامد

اب خود یہ سر سے پاؤں تلک تیرگی ہوئیں
اب انتظارِ صبح کریں آنکھیں کس لئے

....

اپنی غرض کو تم نے نہ کیا کچھ بگاڑ ڈالا
نوچے فقط نہ پھول ہی گلشن اُجاڑ ڈالا

....

خود وہ چلیں نہ ساتھ نہ چلنے کسی کو دیں
سُکھ سے نہ کیوں گزارنے اِس زندگی کو دیں

....

اب تجھ سے اور کیسے بتا عشق ہم کریں
غم ہائے روز گار میں کیا تیرا غم کریں

....

درکار احتساب کرے کیسے محتسب
اس کی تو شہریار حفاظت نہ کر سکے

....

کب ہُوں گِرا بلندی سے پاتال میں کبھی
بے پر کی تو اُڑایا ہی کرتے رقیب ہیں

....

میں بھی تو ہُوں حُسینی نہ دو پانی لاکھ تم
اپنے لہو سے میں بھی بجھا لُوں گا پیاس اب

....

حامی کوئی ہے مخالف ہزار ہیں
ہر سامنے کے شخص پہ رکھّوں نظر نہ کیوں

....

سورج کا ڈوبنا بھی کب اچھا لگا کسے
کس کو زوال بھایا گھڑی پل کو بھی کبھی

....

کیا نکلا تیرے ہاں سے کہ چلنا محال ہے
اک اک قدم ہے لگتا سفر پُل صراط کا

ابرار حامد

مَرنے ہی پڑ ہے آنا تو پھر دیر کس لئے
لپٹا سمجھ کفن میں مجھے مَر چکا سمجھ

....

میرا سخن یونہی تو نہیں دل گداز ہے
کِس کِس تری ادا کو نہیں ڈھالا شعر میں

....

سب کو یونہی دِکھاتا نہیں پھر رہا تجھے
تُو دیکھنے کی چیز ہے اَور مجھ کو ہے مِلی

....

لطفِ گداز و سوز جسے بھی مِلا کبھی
اس ساز کی وہ قید سے پھر کب ہُوا رِہا

....

کچھ روز تیرے ساتھ ہُوں کیا جاناں رہ چکا
تیرے بغیر جینا تو اب موت سا لگے

....

کیوں ہو رہے ہو درپئے آزارِ جاں مِرے
جب سے گئے ہو جسم میں جاں ہی نہیں رہی

....

سب کچھ ہے اک طلسم سبھی کچھ فریب ہے
سب کچھ ہی میں رہو گو پہ ترسو نہ کچھ کو بھی

....

ہم اپنی نامُرادی کو تصویر کیا کریں
درکار رنگ و حرف میّسر نہیں کہیں

....

آ تو گئے ہو بانہوں میں دل رکھنے کو مگر
لپٹے نہیں تپاک سے کیوں اپنوں کی طرح

....

چلتا ہے کس کا زور مقدّر کے سامنے
بے بس کیا گیا بھی کہاں کچھ ہے کر سکا

....

ابرار حامد

دیکھو بَلا سے روز ہی روشن سحر کے خواب
جُھلسا رکھا ہے ہم کو تو سورج کی دھوپ نے
....
پُر ہَول گھُپ اندھیرے میں تیرے فراق میں
کیسے نہ برسیں آنکھیں بھرے دل نہ آہ کیوں
....
کچھ اختلاف ہی پہ کہاں ہم جُدا ہُوئے
کچھ چالوں سے رقیبوں نے بھی تھا جُدا کیا
....
منظر ہے سامنے کا تجھے وقت کر چکا
یہ اور بات صبر سے دل سخت کر چکا
....
دیکھ اسقدر بھی ظلم کی اب انتہا نہ کر
تجھ پر میں بھیجنے نہ لگوں لعنتیں کہیں
....
ٹھانی ہی کیوں تھی ناداں یہ صحرا کے پار کی
اب ڈھونڈ پیڑ سائے کو پانی کو اب ندی
....
کِس کِس رقیب نے کی رسائی نہ تجھ تلک
قسمت مِری نصیب مِرا مجھ کو تُو مِلا
....
خنجر بدست کی بھی نہ کیوں بات مانتا
ایمان کا وجود بھی تو جان تک رہے
....
حالات کیا سے کیا ہُوئے کس کو خبر نہیں
اصلاح پر کسی کی پہ پھر بھی نظر نہیں
....
ٹھہرے کسی بھی شے پہ نظر کیسے پھر مِری
تسکینِ ذوقِ دید کا ساماں تمھیں تو ہو
....

ابرار حامد

ہم جس قدر بھلانے میں تم کو مگن رہے
تم اتنے اور یاد رہے ہر گھڑی ہمیں
....
جب طے ہُوا سفر تو تھے ہم بُت غبار کا
منزل بھی ہم کو دیکھ کے حیران ہوگئی
....
اِس کربِ آگہی نے نہ چھوڑا کہیں کا بھی
اے کاش کچھ تو ہوتا میں غفلت شعار بھی
....
سب حسرتیں ضرورتوں کا رزق ہوگئیں
اب سوکھی ٹہنیاں ہوں ثمر دار کس طرح
....
یا رب یہ کیسا دَور ہمیں دیکھنا پڑا
اپنی خودی خود آپ ہمیں بیچنی پڑی
....
تم نے تو ایک ہم کو بھلا ڈالا ہے فقط
تم خاک جانو خود کو رہے یاد تک نہ ہم
....
جب اِس کے باوجود ہُوا ہونا تھا جسے
پھر کیوں نہ ترک کرتے ہر اک احتیاط ہم
....
بد حالی تار تار نہ گو کر سکی لباس
ہر دل پہ ریزہ ریزہ نہیں اِس نے کیا کیا
....
غربت کی گرد ڈھانپ چکی سَر سے پاؤں تک
بارش بھی برسے کاش تو خوشحالی کی کبھی
....
برسوں تو تیرے وصل کی ہوں کر چکا دُعا
تُو بھی تو کر وہ تیرے ہے جو اختیار میں
....

ابرار حامد

ملتے بھی ہو تو اجنبی بن کر ہو مِل رہے
کیا سوچ کر شناسوں سا ملتے نہیں ہو تم

....

ہم خود پہ ضبط رکھ لیں گے آخر کہاں تلک
دل ہر کسی کے کہنے میں ہر وقت کب رہا

....

آئینہ گِر کے بٹ چکا تھا کرچیوں میں پر
ٹوٹا نہ ساتھ عکس کہ وہ بے وفا جو تھا

....

آنگن میں جب اُٹھا دی ہے دیوار ہی تو پھر
تہہ دل سے کس سے کون دریچے سے پھر ملے

....

مجھ سے وفا کرے کہ جفا مجھ سے تُو کرے
مجھ کو رہے گا تیرے تعلّق پہ فخر اب

....

معصوم خواب تک کی نہ تعبیر پا سکے
پائیں گے اور خواب کی تعبیر کس طرح

....

دیکھو امیر کارواں چُنتا پرکھ کے تم
ورنہ تو ہوگے صحرا میں صحرا کا رزق تم

....

باہم اگر طلب ہو تو کب فاصلہ بُرا
مل کر نہ جب بنے تو ہے بے کار قُرب بھی

....

ممنون ہوں ترا میں نہیں تجھ سے کچھ گلہ
تیری جفا نے مجھ کو سنبھلنا سکھا دیا

....

اب وہ طلسمِ حرف مجھے بھی تو کر عطا
حیرت سے جو کہ سکتے میں قاری کو ڈال دے

....

ابرار حامد

اب اتنا بھی یہ حُسن پہ اِترا رہے ہو کیوں
کیا تم سا حُسن اور کسی کو نہیں ملا

....

ہم روک سکیں یا نہ بدی روک سکیں پر
کوشش پہ نہ کیا فرض سے بھی ہوں گے سبکدوش

....

محسوس کرو جو بھی اُسے رُوپ کوئی دو
ہو تا کہ شناسا یوں کوئی فن سے تمھارے

....

محسوس کیا جو بھی نہ کچھ شکل اُسے دی
ہو پاتا مِرے فن سے کوئی کیسے شناسا

....

ظاہر میں کہیں اور تھا وہ اور کہیں میں
دونوں ہی پہ اک دوجے کے رہتے تھے دِلوں میں

....

تم بھی تھے بہت دُور سواری بھی نہیں تھی
رستہ بھی بہت ویراں تھا تاریک تھی شب بھی

....

اِس پیڑ کے پھل پتّے ہیں پتھر کے بنے کیا
پتھر جو بھی ہم پھینکیں انھیں گرنے نہ یہ دیں

....

یہ وقت کا سیلاب بہا ڈالے گا اُس کو
آگے جو بھی آتا ہے اسے آنے دو اس کے

....

ساحِل سے وفا دار ہیں ہم ساتھ رہیں گے
طوفان سے بھی ڈر کے نہ ہم پیچھے ہٹیں گے

....

اتنی بھی دعائیں تو نہ اب مانگو سحر کی
رہ جائے کسی کا نہ کوئی خواب ادھورا

....

ابرار حامد

نکلے تو ہو تعمیر کو تم پیار محل کی
اخلاص کی دھرتی پہ ہی تعمیر یہ کرنا
....
جس پیڑ تلے روز مِلا کرتے تھے ہم تم
وہ پیڑ بھی پھر چاہے وہی پیار کا منظر
....
سورج سی تپش بھرتا ہے کیوں ہجر کی رُت میں
کر ڈالے نہ یہ خشک گھٹا وصل کی ایسے
....
تنہا کیا گزر آیا نہ میں دشتِ جہاں سے
کب اِس کے کسی گوشے کی وحشت سے ڈرا ہوں
....
وہ ترکِ تعلّق پہ بھی خوش کتنا ہے دیکھو
میں ہُوں کہ پشیماں ہُوں کہ بھایا نہ اسے کیوں
....
مانا کہ ترے گھر کی ہے اب لَونڈی فصاحت
لیکن کیا حرج مجھ سے بھی کر دیکھ کبھی بات
....
جب تُو نے نہیں چاہا مجھے اپنا بنانا
پاگل تو نہیں تھا جو پھر اپناتا تجھے میں
....
کیوں چُپ کو مِری بھی ہو مِری ہاں ہی سمجھتے
کیوں ہاں سے اسے میرا تم انکار نہ جانو
....
گو دیر سے امکان کی تجسیم سدا ہو
پر طے ہے کہ کچھ ہونا نہ ہونے سے ہے بہتر
....
کب ہجر کی تلخی کا کبھی شکوہ کیا ہے
یوں ہی تو نہیں داد مِلی عشقِ بُتاں پر
....

ابرار حامد

اب جا کے ترے کربِ جدائی سے کُھلا ہے
یہ کربِ جدائی ہی اثاثہ ہے جنوں کا

....

اب حُسن کے جھانسے میں نہ آئیں گے کبھی ہم
اک چاند سا رہزن بھی ہمیں لُوٹ چکا ہے

....

کاوش ہی سے سب ملتا تو شَہہ ہوتے سبھی پھر
جو کچھ بھی ملا جس کو خدا ہی کی عطا ہے

....

کرتا ہے کشید اس کو لہو میں سے جگر کے
شاعر کی کسی راہ میں کب شعر پڑا ہے

....

ہونے دے نہ چپ تیری ہی تجدیدِ تعلّق
آ چھوڑ اَنا پھر سے ہوں اک دوجے کے دونوں

....

اَڑ بیٹھے تو ہو ساتھ مرے جانے پہ لیکن
اتنا بھی مرے پاس کہاں رختِ سفر ہے

....

ہر بات میں اٹکاؤ گے گر روڑے اَنا کے
کیا دو گے کسی کو یوں تو کیا لو گے کسی سے

....

بے جُرم ہی گر دار پہ ہیں لوگ چڑھانے
پھر عدل کی زنجیر کا کیا کام ہے در پر

....

اب بھی تو مقلّد ہو براہیم کا کوئی
اب بھی تو کرے کوئی کسی آگ کو گلزار

....

یہ آگ محبت کی کہاں بُجھتی ہے یوں ہی
بارش کے سوا کس سے ہے جنگل کی بجھی آگ

....

ابرار حامد

جب دفن ہوئے عمر کے مدفن میں پیمبر
پھر ایسے میں ہم ٹھہرے ہیں کس باغ کی مولی

....

ویرانے سے اک شہر بھی ہو کر ہوں میں ویراں
یوں بھی نہ ہو آباد کبھی کوئی خدایا

....

ایسا بھی ہوا پار اُترنے کا جنوں کیا
بے کشتی ہی دریا میں جو ہم کود پڑے ہیں

....

پر نوچ لئے جانے پہ مایوس ہوں ہم کیوں
اک روز تو پھر ہونا ہے سَر نوچے پروں کو

....

ہونٹوں پہ لگا بیٹھے ہیں اب قُفل سبھی کیا
کیوں شہرِ خموشاں سی تری بزم میں چُپ ہے

....

کیوں میرا ہی ہر کوئی طلبگار ہے اتنا
ہر شخص کو میری ہی ضرورت ہے پڑی کیا

....

اک عمر شب و روز میں جبراً بھی ہنسا ہُوں
ہنسنے سے کبھی رونا چُھپا پایا نہیں ہوں

....

تم ہم سے کبھی اور نہ ہم تم سے ملے تھے
رُسوائی نے کر ڈالا سرِ بزم بھی تنہا

....

دیوار تو آنگن میں بنانے پہ ہو اُترے
اپنوں کو ہمیشہ کو گنوانے پہ ہو اُترے

....

دیوار پہ تصویر لگا رکھّی ہے تیری
خط تیرے سنبھالے ہیں زر و سیم کدے میں

....

ابرار حامد

تم لاکھ کبھی ہونے نہ دو ہم سے محبت
جب اچھے لگے ہم تو یہ پھر ہو کے رہے گی
....
کب تم نے دی سلجھانے مجھے کوئی بھی اُلجھن
تم نے تو مِرا اور بھی اُلجھایا ہے ریشم
....
یوں ہی تو نہیں ہوتی بسر زیست کسی کی
یہ سانسوں کی بے وقفہ ہے تحریک کے دم سے
....
لگتا تھا بجز تیرے بمشکل ہی کٹے گی
ویسی ہی ترے بعد بھی پر بیت رہی ہے
....
دُنیا نے تو اُکسایا بہت اس پہ تھا لیکن
شاہی کی گدائی بھی مگر بھائی نہ ہم کو
....
اب دشت بَنا مجھ کو کہ اب دریا بنا ڈال
دل بھی ہے مرے پاس ہیں آنکھیں بھی مرے پاس
....
بیتے دنوں کا غم ہے نہ فردا کی فکر ہے
دیکھو ہر ایک قید سے کتنا ہُوں بے نیاز
....
اک ایک ستم دے گا سرِ حشر گواہی
تعمیر کو نکلے تھے ہُوئی پھر بھی تباہی
....
کچھ غور ہے درکار مرا سکھ ہے ترا پیار
بیٹھا ہوں تری راہ میں اب آ بھی مِرے یار
....
پتھرانے لگی آنکھیں تری راہ کو تکتے
اب کاش ترا ایک جھلک ہی کو ہو دیدار
....

ابرار حامد

کچھ پاس نہیں اب تو رہا پیش کروں کیا
پھر بھی نہ مگر کہنا ہوں کہنے کو پرستار

....

سینے سے لگا رکھے نہ آئینہ تمھیں کیوں
دیکھا ہی نہیں اِس نے حَسیں تم سا کوئی بھی

....

دشوار ہُوئی کتنی مصائب سے رہائی
حاکم نہ کسی کو دیں ذرا دینے دُہائی

....

لو ڈھانپ چکی دُھند حَسیں سارے نظارے
یہ کیسی ہے بینائی یہ اب کیسی ہیں آنکھیں

....

اب اور بھی کیا دے گی یہ تنہائی مجھے دُکھ
اب دھرتی کی ہر چیز کے ہوں ساتھ میں رہتا

....

یہ عشق مجھے بخشا ہے اک یار حَسیں نے
اب خوش میں رہوں باغ کہ صحرا سا فسردہ

....

جذبات کو دے لیتے ہیں جو روپ بیاں کا
جذبات کبھی اُن کے نہ آزار بنے ہیں

....

میں اپنی جوانی کا وہ کیوں دَور بُھلا دُوں
اَس دَور میں ہر پیارے کا تو پیار ملا تھا

....

بھٹکوں نہ کہیں راہ سے اوجھل نہ ہو منزل
اتنا نہ اُڑا گرد و غبار آندھی ٹھہر جا

....

کس سمت سفر پر ہُوں کہاں میری ہے منزل
اِن آبلہ پا لوگوں کو کیا اس کی خبر دُوں

....

ابرار حامد

کیا سطح پہ دریا کی ہیں قدموں کے نشاں جو
اس پر سے گزرنے کو ہو بے خوف چلے یوں
....
ہر تارہ کسی کے ہے اگر بخت کا تارہ
پھر اُس کی جبیں پر وہ چمک اُٹھتا نہیں کیوں
....
مطلب کے نکلنے پہ تو پہلو سے اُٹھا مت
ازلوں سے تو طے معنیٔ بدل اب نہ وفا کا
....
ہم کرتے رہے ذکرِ سحر رات گئے تک
ہونے پہ سحر ہی نے خبر ہونے نہیں دی
....
کیا جان کے لائے ہو طلسمات کدے میں
لو کون مجھے دیکھ کے حیرت میں ہے ڈوبا
....
اچھا ہے نہیں پھول ہُوں میں چُنتا کوئی تو
زلفوں میں بھی پر اُس کی میں رہ سکتا تھا کب تک
....
یہ بیچ میں کیوں رکھ کے تکلّف سا ہو ملتے
کیوں ایسے نہیں ملتے کہ پھر روز ملیں ہم
....
اظہار کی بھی آڑ میں گو کچھ کو چُھپا لو
چمکے گا نہاں رنگ مگر رنگ جو ٹھہرا
....
ناصح بھی ہمیں لائیں گے اب راہ پہ کیسے
سب راہیں اُچک بیٹھے فریبوں کے بگولے
....
ہم گِرنے کبھی دیں گے نہ دستار زمیں پر
سر کٹ بھی گیا تو بھی یہ شانوں پہ رکھیں گے
....

ابرار حامد

تم کاموں پہ تنقید سے کیوں بچتے ہو اتنا
رکھو گے چراغوں کے تلے بھی کیا اندھیرا
....
کیوں غم کو بڑھانے کو ہے مایوسی مچل دی
ناکام محبت نے خوشی غم میں بدل دی
....
شمشیر بکف جان کے درپے جو کھڑا ہے
کس جنگ کو وہ جیتنے پر ایسے اَڑا ہے
....
کِس رنگ میں تم کرتے ہو ہر بات ہمیشہ
ہر بات ہی تفصیل طلب لگتی ہے کیوں کر
....
بے شک نہ کرو زخموں کا اب تم بھی مداوا
ہو بیٹھے ہیں مانوس ہر اک زخم سے اب تو
....
عادات سے طبقات بناتے ہو بھَلا کیوں
کیا سب کی نہیں اصل فقط ایک گھرانہ
....
تم خود پہ نہ تنقید سے گھبرانا ذرا بھر
یہ خوب سے بھی خوب بنا ڈالے گی تم کو
....
جب نام تِرا لے دے سرِ بزم کوئی تو
ہر کوئی تِرے بارے میں پھر کیا نہیں کہتا
....
جب لفظ ہی اُس جیسا حُسیں کوئی نہیں ہے
پھر حُسن بیاں اُس کا ہو الفاظ میں کیسے
....
گر عکس نہ تھا اچھا تو ہٹ جاتے پرے خود
یوں توڑ کے آئینہ زیاں اپنا کیا کیوں
....

ابرار حامد

یہ کہنہ روایات بدل کیوں نہیں دیتے
پھل دیتے رہیں بوڑھے شجر اور کہاں تک

....

چل نکلی ہیں بے مہری کی یخ بستہ ہوائیں
اب پیار کا سورج نہ کبھی ڈوبنے دینا

....

لے جاؤں کہاں آنکھیں نہ جو سامنے تو ہو
یوں بھی یہ کسی اور کی ہیں دید سے منکر

....

جب کھول دیئے سارے ہی در اور دریچے
باہر سا نہ موسم ہو گا کیوں گھر کے بھی اندر

....

چلتے ہیں اکیلے ہی جو رہ بُھولے بھی تو کیا
رہبر بھی تو دانستہ بُھلا دیتے ہیں رستہ

....

دریا میں اُتر جانے تو دو کشتی کو پہلے
پھر سوچیں گے لَوٹ آئیں کہ اُس پار ہی رہ لیں

....

کیا دیکھا نہیں وزن مری بات کا تُو نے
مُڑ مُڑ کے کہا تُو نے بھی کیا خوب کہا ہے

....

تم رہ سے بھٹک جاؤ جو صحرا میں کبھی تو
تم اپنے ہی قدموں کے نشانوں پہ پلٹ لو

....

گر ہار گیا تم سے تو پھر ہُوں کا تمھارا
گر جیت گیا تم سے تو پھر ہوگے مرے تم

....

کچھ پیاس بجھانے دے اِن ہونٹوں کے جاموں سے
اک روز کہاں رہنا اِس مَے میں خمار ایسا

....

ابرار حامد

کیا خاک کریں اس سے اب دل سے محبت ہم
وہ معنیٰ محبت کا بس جانے غرض پانا

....

شب کٹتی نہ اب ہوتی سحر مجھ کو نظر آئے
ایسے میں کوئی مجھ کو نہ درپیش سفر آئے

....

اب اگر لاچار ہیں ہم عشق کے ہاتھوں تو کیا
رہ چکے نفرت سے بھی اس پر سوار اک عمر ہم

....

اب اگر بے زر ہیں تو تھے اہلِ زر بھی ہم کبھی
فصلِ گل ہے گاہے تو گاہے خزاں تھی کیا نہیں

....

ہم لئے بیٹھے رہیں رونے ہی کو کیوں ہار کے
ڈوب کر بھی کیا نہیں سورج کبھی پھر سے چڑھا

....

اسقدر بھی کیوں ہمہ تن گوش بر آواز ہو
کیا کوئی تم سے طلسماتی ہے باتیں کر رہا

....

جب بھی کوئی ذکر تیرا چھیڑ دیتا ہے تو پھر
تیری ہمراہی کے دن ہیں پہروں تڑپاتے مجھے

....

تُو تھا میرے ساتھ جب تو میں کہاں موجود تھا
اب نہیں تُو ساتھ جب تو خود تو میں موجود ہُوں

....

کب تلک بارِ زیاں ہی کو اُٹھائے اب پھروں
اِس کے ہوتے پاس بھی آئیں گے کیوں کر فائدے

....

تم گئے تو روگ ہم پر کیا نہیں پھر پل پڑے
یہ محبت تھی تمھاری یا مسیحا تھی کوئی

....

ابرار حامد

گو نہ کہہ "آنا مبارک" پر بُرا بھی مت سمجھ
تجھ تلک کا یہ سفر یوں رائگاں ہو جائیگا

....

ہم تمھیں کیا چاہ بیٹھے سب جہاں کو چھوڑ کر
تم بھی اوروں کی طرح چلتے بنے دل توڑ کر

....

کیوں سمجھ لیں تم ہمارے بس ہمارے ہو فقط
ہم سے پہلے جانے کِس کِس کے ہو اب تک ہو چکے

....

ہر محبت اب غرورِ حُسن سے روندو نہ یوں
ڈھلنے پر سورج کا کوئی ذکر تک کرتا نہیں

....

گر تعلّق باندھ لو گے ربط کی زنجیر سے
ٹوٹے گا تو ٹوٹے گا پھر شومئ تقدیر سے

....

چودھویں شب جھیل میں کیا چاند اُترا رقص کو
آسماں تاروں سمیت اُترا اُسے پھر دیکھنے

....

خواب میں ایسا لگا تعبیر کا دھڑکا مجھے
دھک سے آنکھیں کھل گئیں اَور خواب تشنہ رہ گیا

....

کیا خبر تھی ہار کر تم نیم جاں ہو جاؤ گے
جانتا تو ہار جاتا تجھ سے دانستہ بھی میں

....

چھوڑ کر جو جا چکا تھا دیکھ لو پھر آگیا
گویا سچّا پیار میرا اُس کو ہے شرما گیا

....

میرے اَور آسودگی کے درمیاں غربت نہ تھی
تھی اگر غربت تو پھر آسودگی میری نہ تھی

....

ابرار حامد

ہم فلک سے رکھ ہی بیٹھے فصلِ گل کی آس گر
فصلِ گل دینی نہیں تھی تو خزاں کیوں بھیج دی

....

آبلہ پا ہو چکا ہوں گرد سے ہوں اَٹ چکا
اور کتنے فاصلے پر ہے ابھی منزل مِری

....

تُو مِری مُٹھی میں گویا ریت کی صورت ہی تھا
میں دباتا رہ گیا مُٹھی کو تُو جاتا رہا

....

کچھ تو تیری بے رخی کا بھی بہت دکھ تھا مجھے
کچھ وفا کے شوق نے تجھ سے ہی رکھا باندھ کر

....

پیار کی باتیں اُدھوری چھوڑ کر کیوں چل دیئے
یوں محبت کے شجر کب پھول پھل سے پھل دیئے

....

آبلے ہیں پاؤں میں اور اب جنوں بھی سرد ہے
کیا چلے آندھی سا رہ رَو خود سراپا گرد ہے

....

تیرا گھر میرے رقیبوں نے ہے اب گھیرا ہوا
تجھ سے ملنے کی نہ تشنہ آرزو رہ جائے یوں

....

سوچ کی ہر انتہا کو چُھو چکا احساس اب
کس طرح اک دائرے ہی میں رہوں محدود میں

....

تم ہمیں پانے کو تو نکلو ذرا گھر سے کبھی
ہم کو اپنے راستے ہی میں کھڑے پاؤ گے پھر

....

اک جنوں بپھرا ہوا ہے ضبط کے اس پار اب
کیوں نہ مِل کر ختم کر لیں باہمی سب اختلاف

....

ابرار حامد

دائرے کے کیوں سفر پر بھیج کر خوش ہو ہمیں
اُس کے مرکز کو بھی تو منزل سمجھ سکتے ہیں ہم
....
کیوں نہ دیواروں سے بھی باتیں کروں تنہائی میں
فرق رہنے دو کوئی تو جہل میں دانائی میں
....
کاخِ استبداد میں بھی زلزلے آتے تو ہیں
اِن کے ملبے شاہ باہر پھینکتے ہی پر نہیں
....
اَوڑھ لیتا ہے رِدائے شب تو سورج روز ہی
جوں ہی دم گھٹنے ہے لگتا چھوڑ جاتا ہے اُسے
....
خودکسی کے پاس منزل چل کے کب آئی کبھی
اک مسلسل ہی سفر سے ہے مِلی منزل سدا
....
رَونقوں رعنائیوں سے پُر مناظر دیکھ کر
پتھروں کے بُت بھی افسردہ رہا کرتے نہیں
....
خونچکاں طنزوں سے تو زخمی نہ کر میرا جگر
ورنہ ہو کر پاس بھی لگتا ہے تُو نے دُور پھر
....
یہ تبسّم آفریں تیرا تکلّم کاش یوں
پھول برساتا رہے ماحول مہکاتا رہے
....
وقت کا بھی تھا تقاضا جاں بچانے کے لئے
گردشِ حالات کی چوکھٹ پہ سر دھرنا پڑا
....
مصلحت کوشی سے لے سکتے تھے کب تک کام ہم
ہم کو بزدل لکھ تھا دینا اِس طرح تاریخ نے
....

— ابرار حامد

کتنے بولو بیج پانی رات دن دیتے رہو
جو زمیں بنجر ہے کب وہ کچھ اُگائے گی کبھی

....

جھاڑ بیٹھے تھے شجر سب ایک اک پتّا تو پھر
تان ڈالا چلچلاتی دھوپ کا کیوں سائباں

....

رتجگوں نے کر دیا محروم ایک اک خواب سے
کس خطا پر چھن گئی ہے نیند آنکھوں سے مری

....

ہر کوئی میری زبوں حالی پہ افسردہ تو تھا
پر کسی نے مجھ پہ سے کچھ گرد تک جھاڑی نہیں

....

پڑھ لیا کیا محتسب کے چہرے پر لکھّا ستم
بن گئے انسان سے بُت شدّتِ حیرت سے ہم

....

کربِ پیہم میں کریں کیا ہم کسی سے پیار اب
دل لگی دل کی لگی سے باوفا کرتے نہیں

....

درد سے لبریز نوحوں کی ہو بارش لاکھ گو
عشق کے کوٹھے کب اس سے ہیں گرے اب تک کبھی

....

وقت کے ہر صَید کی آواز بھی گاہے سنو
کیا خبر صیّاد کی ہو دسترس میں آ چکا

....

سایۂ دیوارِ صحرا پر نظر ٹھہرے تو کیوں
زرقِ صحرا ہو چکے سب عکس بر دیوار ہیں

....

اجنبی مجھ کو سمجھ کر ہی بُھلا دے اب تو
ترے خط میں کسی کے خط سمجھ لوں گا صنم

....

ابرار حامد

کیوں گریزاں ہو تمیزِ اہلِ خیر و شر سے تم
جاہلانہ یہ تغافل مار ڈالے گا تمھیں

....

انحرافِ لذّتِ آزار ہے اپنی جگہ
صحرا میں پر سایۂ دیوار ہے اپنی جگہ

....

ہم جلیسوں کی ہیں خنجر آستینوں میں ابھی
دیکھنا بڑھنے نہ دینا بات حد سے تم کوئی

....

ہم تری چشمِ عنایت کے ہیں طالب تو مگر
اِس کے بدلے میں خودی قربان کر سکتے نہیں

....

باندھے رکھّو گے کہاں تک جبر کے یوں بند تم
ہم کناروں سے اُچھل کر بھی بہا دیں گے تمھیں

....

زندگی ہے دھوپ میں اب سائباں کوئی نہیں
کاش کچھ ٹھنڈی ہوَا ہی شام تک چلتی رہے

....

طوق گردن میں غلامی کا پہن بیٹھیں جو خود
اُن کی نسلوں سے بھی یہ اُترا نہ پھر صدیوں تلک

....

ایک اک شے ہے تمھارے گھر میں تو مانگی ہُوئی
کِس زباں سے کہہ رہے ہو خود کو اب خودّار تم

....

زندگی وقفِ حوادث ہی نہ اب کیوں کر رہے
زندگی کے ڈھنگ تو پامال ہم ہیں کر چکے

....

ہم غلط کار سہی رسیا غلط کاری کے
تم سے حامی تو نہیں بے جا طرفداری کے

....

ابرار حامد

اُس کو لے ڈوبا ہے احساس ہی محرومی کا
جس نے بھی ہاتھ سے دامانِ قناعت چھوڑا

....

کل بھی تو ایک حقیقت تھا فسانہ کب تھا
بس میں ہوتا تو اسے میں نے بُھلانا کب تھا

....

تیرے کہنے پہ تو ہم بزم سے اُٹھ جائیں گے
تیری آنکھوں میں نہ کیا اشک اُتر آئیں گے

....

مصلحت سے کی محبت بھی محبت کب ہے
دُور کی بات محبت ہے مُروّت کب ہے

....

ہم تو تیّار تھے جاں وارنے کو بھی تم پر
تم نے ہی چاہا نہیں چاہنے والوں کی طرح

....

میں بھی تیّار ہُوں ہر تیرا ستم سہنے کو
تُو بھی بے شک نہ کسر کوئی اُٹھا کر رکھنا

....

اتنی شدّت سے بھی اولاد نہ چاہے کوئی
مار دیتی ہے یہ ماں باپ کو جیتے جی بھی

....

فصلِ گل راس نہ اس بار بھی آئی ہم کو
دوستی کُھل کے کریں کیوں نہ خزاں سے اب بھی

....

اب کریں اور کسی خواب کی خواہش کیوں کر
اب تلک پہلوں کی تعبیریں کہاں پائی ہیں

....

میرا شہکار نہ کیوں ایک نظر بھی دیکھا
ایک عرصہ کی مشقّت کا ہے حاصل میری

....

ابرار حامد

محبت کی لڑائی میں انا گالی سے کم کب ہے
محبت عجز ہے اور عجز سے پروان چڑھتی ہے

....

تمھارے پاس کیا کیا کچھ نہیں ہے شہر یارو اب
ہمیں نان و نمک کو بھی ہو کیوں ترسا رہے پھر بھی

....

بھنور سے ہم جہاں پہنچے سمجھ کر اس کو اک ساحل
مگر وہ بھی سمندر ہی میں اک ویراں جزیرہ تھا

....

میں تجھ کو روبرو پا کر کروں کیوں کر نہ کچھ باتیں
کہ تجھ سے گفتگو کا بھی مزا کچھ وصل جیسا ہے

....

یہ تم کیسے سخن ور ہو یہ تم کیسے ہو دانش ور
کہ تم اولاد سا فن بیچنے کو شاہ تک پہنچے

....

کہاں ممکن ہے ہر کوئی مجھے مٹھی میں لے دابے
ہزاروں سال کے ہوں تجربوں کا عکس دُنیا میں

....

نئی تعمیر کا کہہ کر نہ کیا کیا کچھ گرا ڈالا
ہر اک جلتا دیا اے شاطرو یوں کیوں بجھا ڈالا

....

چلے تو چھوڑ کر ہو تم جزیرے پر مجھے تنہا
کبھی ہوں گا نہ کیا مانوس میں اِس کی بھی وحشت سے

....

کھلیں گے جلد سب اسرار اہل بزم کے تم پر
ابھی کچھ روز وہ تم کو انھیں تم جان لو اپنا

....

وہ گلدستہ ہے پھولوں کا سبھی اچھے ہیں پھول اُس کے
ہمیں تو سارے ہی ہیں پھول اب دل سے قبول اُس کے

....

ابرار حامد

نہ آ دروازے پر ملنے مگر دستک تو دینے دے
کہ تیرے اہل کوچہ تجھ سے جانیں گے تعلق تو
....
میں جب بھی پاس بیٹھوں تو وہ کہتا ہے کہ اُٹھ جاؤ
جو اُٹھ جاؤں تو کہتا ہے کہ سچ مچ اُٹھ گئے کیوں کر
....
بظاہر کیا نہیں آسائشیں حاصل پہ پھر بھی ہم
کسی شے کی کمی کیوں ہر گھڑی محسوس کرتے ہیں
....
خوشی کا کون سا ساماں نہیں حاصل ہمیں پھر بھی
غموں کا ایک طوفاں ہے بپا اس دل کی وادی میں
....
مِلا وہ جب بھی تو اُس سے نہ ہم کچھ بات کر پائے
پہ اب جب سے نہیں آیا بڑا ہی یاد آتا ہے
....
اُلجھ کر عشق کی جو ابتدا ہی میں رہے اکثر
وہ پائے گا بھلا انجام کیسے اِس کا پھر اچھا
....
یہ کیسا دَور آیا لوگ کیا سے کیا ہوئے دیکھو
کسی بھی جُرم پر کوئی بھی شرمندہ نہیں ہوتا
....
میں خود لفظوں کے چہروں پر کوئی غازہ نہیں مَلتا
میں نادانوں کی ڈالی گرد ہی اِن پر سے دھوتا ہوں
....
یہ غم اسلاف کا ورثہ ہے یہ تو ہَم سے مت چھینو
خوشی کا کیا کوئی اب یوں بھی خوش رہنے نہیں دیتا
....
تمنا کے سفر سے تو نہیں ناکام ہم لوٹے
جو تھا مقصود وہ معیار پر پورا نہیں اُترا
....

ابرار حامد

کریں گے ہم رقم کچھ باب اب تاریخِ عالم کے
شہیدانِ رہ ایثار کی سو داستانیں ہیں

....

مِرا بحرِ جنوں بپھرا ہُوا ہے آجکل حد سے
مِری کشتی میں آؤ یا کناروں سے چلے جاؤ

....

ہمارے ضبط پیہم کا کہاں یہ بھی تقاضا ہے
تمھارے ہاتھ سے مَرتے ہُوئے اُف تک نہ کر پائیں

....

کِیا ہے قید کیوں زنجیر سے مجھ کو جکڑ کر
بھلا زنداں کو بھی لے جاؤں گا ناداں اُٹھا کر

....

کچل ڈالا مری تہذیب کو اِس دور نے یوں
کہ اس کی اصل پر لانا اِسے ممکن نہیں ہے

....

اے ظالم خواہشوں کے نیم وا غنچے نہ چن
کِھلیں گے یہ تو کتنے دل کِھلیں گے پھول جیسے

....

ضرورت کے سوا کی آرزو ناداں ہوَس ہے
ترقی تو مشقت ہی سے ہے پروان چڑھتی

....

لبِ گویا کرے آنکھوں سے باتیں دار پر بھی
کہ اس کے واسطے چُپ سی سزا کوئی نہیں ہے

....

خرابہ ہو چکا ہے گلشنِ دل یوں اجڑ کر
کہ اک جگنو تمنّا کا بھی اب اس میں نہیں ہے

....

اے بجلیو! گِرو نہ میرے آشیاں پہ اس طرح
وگرنہ اِس کی راکھ سے اُٹے گا رخ تمھارا بھی

....

ابرار حامد

یہ تم ہوا صفت کو کیا ہیں رازداں بنا چکے
یہ ہم بھی خود کو خود ہیں کیسے بے اماں بنا چکے
....
یہ کیا ہیں پال بیٹھے گھر میں اک شجر جو سائے کو
کہ زندگی عذاب کر دی گرتے سوکھے پتوں نے
....
ہیں چاند کو تولے چکے ہم اپنی مٹھی میں مگر
پڑے گا بچنا انتقامِ تارِ شب سے اب ہمیں
....
کبھی تھے فخر سے بتایا کرتے اپنا عشق ہم
یہ اب ہر ایک عشق پر ہیں جانے شرمسار کیوں
....
تمھاری بے رُخی کو میں کسی سے کس طرح کہوں
ہو جن سے ہو بہو بیاں وہ لفظ مل نہیں رہے
....
خدارا عشق میں ہمیں نہ آزماؤ اس طرح
سفر ہے بحرِ بیکراں کا اور ناؤ بھی نہیں
....
ہے ایک ایک سانس جسم میں رواں ترے لئے
کسی کا ہو کے آس توڑ کر تُو مارتا ہے کیوں
....
یہ عشق کے سفر میں کس طرح رواں دواں ہوں میں
سفر کٹے نہ یار کا کوئی اتا پتہ ملے
....
یہ عشق کے فلک کی چوٹی پر ہے وصل کیوں دھرا
خلاء میں بال و پر اُڑان کب ہیں بھر سکے سدا
....
یہ اُس نے یاد آنا بھی ہے چھوڑا کیا کہ اب تو یوں
وصال کی ہر ایک آس کی ہے جاں پہ بن گئی
....

ابرار حامد

جو روز و شب صعوبتیں اُٹھا کے عقل پائے گا
وہ عیش میں پلوں کی عیش پیچھے چھوڑ جائے گا

....

یہ بے شعور لوگ تو یہ اختیار رکھتے ہیں
وہ چھوڑ کر ادھورا بھی سفر سے لوٹ سکتے ہیں

....

سبھی نہ جانیں گے جو سچ تو جانے گا کوئی تو سچ
کہ ہم نے تو ہے دینی ہی ہر ایک خطرے کی خبر

....

سُو رہو نہ اسقدر بھی بخت کے سہارے پر
گرے گا جو بھی آجکل اٹھے گا اپنے زور سے

....

یہ حسرتوں کا گلستاں کچھ ایسے ہے اُجڑ چکا
کہ ایک ایک پھول سوکھ کر ہے خار سا ہوا

....

دشت کو جو کر لو گے مستقل ٹھکانہ تم
کیا وہاں ہَوا کو تم اپنے دکھ سناؤ گے

....

فرق کیا تجھ میں اور اک بُت میں
تُو بھی بولا ہے کب بُلانے پر

....

تیری یاری سے تو یہ اچھا تھا
میں عدو کو منا کے لے آتا

....

روشنی کب مِلی ہے کچھ زائد
جتنے دن اُتنی ہیں ملی راتیں

....

یہ تو چوراہا آگیا آگے
کوئی بتلائے اب کدھر جائیں

....

ابرار حامد

اب کسی سے امان بھی کیوں چاہیں
محتسب سے بھی اب تو خطرہ ہے

....

ہم ترے خواب کس طرح دیکھیں
یاس آنکھیں چندھانے لگتی ہے

....

کیا چڑھا شوق گھر بنانے کا
دیس تک چھوڑنا پڑا ہم کو

....

تیری مُٹھی میں میرے موسم ہیں
اب خزاں یا بہار سا پیش آ

....

فاصلہ مارنے پہ اُترا ہے
آ کہ چُھپ جائیں ایک دوجے میں

....

خواب بیٹھے ہیں نیند کی رہ میں
فکرِ تعبیر نیند لے ڈوبی

....

کب ہے آسان ہجر کا سہنا
حوصلے والے اس کو سہتے ہیں

....

قافلہ کیسے پہنچے منزل پر
رہنما رہ سے ہے بھٹک بیٹھا

....

زندگی اتنی تلخ بھی کیوں ہے
جینے دیتی نہ مَرنے دیتی ہے

....

کون چاہے بُھلانا خود کو بھی
خود کو بُھولے تمھیں بُھلاتے ہم

....

ابرار حامد

پوج کر زر کو کیوں بنوں مشرک
بھاڑ میں جائے ایسی خوشحالی
....
تم کبھی اِس پہ غور کر لینا
کہہ گئے کیا روا روی میں تم
....
اسقدر بھی کہاں میں تنہا ہُوں
خود تو میں اپنے ساتھ رہتا ہُوں
....
کیا کروں کس طرح نہ سچ بولوں
جھوٹ میں مَوت ہے مِری یارو
....
تُو مجھے میں نہ گر تجھے چاہُوں
دونوں پھر کیوں جدا نہ رہ پائیں
....
زندگی ہے تو ہے سبھی کچھ ہی
سیم و زر بھی ہے زندگی کے لئے
....
پھول پھل کھا گئی خزاں تو کیا
شکر ہے پیڑ تو سلامت ہے
....
مجھ کو بتلا نہ خواب کی تعبیر
چھوڑ ڈالوں نہ میں کہیں سونا
....
اِس محبت کو کیا ہُوا آخر
ایک سی کیوں سدا نہیں رہتی
....
میں بجز تیرے کب کسی کا ہُوں
یوں ہی تو مت کسی کا کہہ مجھ کو
....

ابرار حامد

ایک تو میرا چھن گیا سب کچھ
ایک تم بھی مذاق کرتے ہو

....

فرضی باتوں سے مت پریشاں ہو
یوں ہی مت اور کا سمجھ مجھ کو

....

آسماں بھی کہاں کا عادل ہے
چاند تارے ہیں ایک جیسے کب

....

آگے بڑھتا گیا تھا جب میں تو
پیچھے ہٹتی گئی تھی کیوں منزل

....

خواب کی کب مجھے تمنا تھی
مجھ کو تو نیند کی ضرورت تھی

....

میں کہاں ابراہیمؑ ہوں کوئی
آگ میں پھول کیا کھلاؤں میں

....

چھوڑ کر تُو ہے جا ہی بیٹھا تُو
کاش اب یاد بھی نہ آئے تُو

....

اتنے بھی بیوفا نہیں ہیں جو
ہم تمھیں یوں ہی چھوڑ جائیں گے

....

اور تڑپا نہ ہجر کے غم سے
یہ غبار آنسوؤں سے دبتا ہے

....

میں وہ حصّہ ہُوں تیرے ماضی کا
جو پلٹ کر ہے اب بھی آسکتا

....

ابرار حامد

تُو ہے پت جھڑ کی گر رُتوں سا تو
میں بھی پھر ہُوں اکاس بیلوں سا

....

اُترا جب بخت کچھ ہے کرنے کو
تخت یا تختہ کچھ تو ہونا ہے

....

ایسا دینا تھا گر جنوں یا رب
عمر بھی لاکھ سال کی دیتا

....

تم سے کس نے کہا میں تنہا ہُوں
کیا نہیں ساتھ وحشتیں مِرے

....

حسرتیں بن گئیں تمنّائیں
ایسے جینے سے کیوں نہ مر جائیں

....

کیا کمی یاد آگئی اپنی
کیوں رُکے بات کرتے کرتے تم

....

اُس کی خواہش پہ چھوڑنا چاہا
اُس کو لیکن نہ چھوڑ پائے ہم

....

اب رہیں بند یا کھُلی آنکھیں
چھن چکی اب تو کب کی بینائی

....

جس ہَوا کو تھے ہم صبا سمجھے
وہ تھی صرصر جلا گئی گلشن

....

موم ہو لو کہ سنگ اب ہو لو
ورنہ پھر دُکھ تک نہیں ہوگا

....

ابرار حامد

تجھ کو چھونے کا لطف کیا لکھیں
ترجماں لفظ ہی نہیں ملتے

....

قد ہے دستار سے بڑھا کس کا
ہو سکے تو بڑھا لے دانائی

....

اک سخن اور کر عطا ایسا
جو مرا نام جاوداں کر دے

....

کب ہے دریا سے دوستی اچھی
یہ سمندر میں لا ڈبوتا ہے

....

دیکھ یوں چھوڑ کر نہ جا مجھ کو
ہو نہ جاؤں میں اور کا ایسے

....

میں بھی اُس کو نہ لا سکا جا کر
اور وہ بھی نہ آ سکا جا کر

....

رتجگے تنہا کر گئے مجھ کو
نیند میں کتنی رونقوں میں تھا

....

جس کو بھی آزما جہاں بھر میں
کوئی مجھ سا تجھے نہ چاہے گا

....

بے وفا سے تو مت وفا چاہو
حَبس سے کیوں ہوَا کے طالب ہو

....

جس کو تم لوگ نیند کہتے ہو
اب تلک وہ نہیں ملی ہم سے

....

ابرار حامد

ایسی دانائی سے رہو بچتے
جو تمھیں نقطہ چیں بنا ڈالے

....

مجھ کو کیوں ڈھونڈنے کو نکلے ہو
کس سے ملتے ہُوئے مجھے دیکھا

....

سنگ بنتا نہ دیوتا کیوں کر
اِس کو انسان نے تراشا ہے

....

جس کے بارے میں رات بھر سوچا
چاند سا وہ نہ لگ سکا پھر بھی

....

کس لئے اُس کو ڈھونڈنا چاہو
ڈھونڈتا پھر رہا ہے وہ خود کو

....

آئنے سے نہ راز کی کہنا
دیکھنا یہ تمھیں جتا دے گا

....

سانس ہے تو ہے زندگی ناداں
کر نہ لینا خفا ہَوا کو بھی

....

کچھ تو لہجہ نہ تھا مِرا دھیما
اور کچھ وہ نہ بات سہتا تھا

....

مانا کچھ بات تلخ تھی میری
تم نے بھی کب سہی تحمل سے

....

ہجرِ کامل بھی کام کی شے ہے
قیس کو مجنوں کر دکھاتا ہے

....

ابرار حامد

تُو وفا کی تو کچھ ضمانت دے
تیرا ہو کر تجھے دِکھا دُوں گا

....

ہجر کی عُمر ہے قیامت تک
وصل سَو سال کا بھی کم دیکھا

....

پوچھتی ہے صبا یہ صرصر سے
پھولوں کے سر جُھکا دیئے کیوں کر

....

دیکھ مت عشق میں کبھی پڑنا
تجھ کو اخلاص مار ڈالے گا

....

دل سے ہو میرا یا انا رکھ لے
موم کے ساتھ آگ کیوں کر ہو

....

پہلے کچھ جان اپنے بارے میں
پھر ہی کچھ میرے بارے میں کہنا

....

جو نہ جانے کہ کہہ رہا کیا ہے
وہ کہاں کی نماز پڑھتا ہے

....

چل پڑے جب جنوں کے رستے پر
فکرِ سُود و زیاں کریں کیوں کر

....

ہمسفر لاکھ روڑے اٹکائیں
ہم تو منزل پہ جا کے دم لیں گے

....

پوجتے ہو بُتوں کو اب بھی کیوں
قبریں بھی تو ہیں رفتگاں کے بُت

....

ابرار حامد

جس نے دیکھی تلک نہیں ہے مے
اُس کا وہ کیا نشہ بتائے گا

....

تم نے تو یوں بُھلا دیا ہم کو
آشنا ہی نہ تھے کبھی گویا

....

چھوڑ دیں کیوں تری تمنّا ہم
جیتے جی خود کو مار ڈالیں کیوں

....

کِس لئے بات تک نہیں سُنتے
اور کوئی نہیں ہے کیا تم سا

....

کیا خبر آئے یا نہ آئے وہ
ملنے کو اتنا بھی نہ پاگل ہو

....

تجھ سے تو تیری یاد اچھی ہے
ہر گھڑی میرے ساتھ رہتی ہے

....

ہجر تو ورنہ مار بیٹھا تھا
وصل کی آس نے بچایا ہے

....

بے رُخی اس نے کی تو کچھ یوں کی
ہم حیا کی اسے ادا سمجھے

....

زہر کیوں کھاؤں تیرے ہاتھوں سے
میں دوا تجھ سے کھا نہیں سکتا

....

کربِ ہجراں کے رُوپ میں کب تک
دُور ہو کر بھی پاس رہنا ہے

....

ابرار حامد

موت اک میں ہے زندگی اک میں
دونوں پلڑے نہ لے چلوں گھر کیوں

....

جب کیا رسوا تم نے سب میں تو
پھر یہ کیوں جھوٹی غم گساری کی

....

ہم اسیرانِ رنج ہیں ہم سے
آس کیوں کر خوشی کی رکھتے ہو

....

خار زاروں سے کیسے گھبرائیں
آبلہ پا ہیں کچھ سکوں ہوگا

....

زندگی کا کریہہ شیرازہ
مُٹھی سے ریت سا بکھرنا ہے

....

قتل کر ڈالے حوصلے تک تو
اور کیا تم نے قتل کرنا ہے

....

ظلمِ ظالم تو کہہ رہے ہو تم
حالِ مظلوم کیوں نہیں کہتے

....

اور کب تک تمھیں منائیں ہم
روٹھ جاتے ہو روز ہی تم تو

....

یہ ہی تاریخ "آج" کی بس ہے
لب کشائی بھی جُرم ٹھہرا ہے

....

راستہ کیوں کر بدل کر اب چلیں
کیا کسی کو قتل کر بیٹھے ہیں ہم

....

ابرار حامد

تیرا جانا اِس کی تھا تعبیر تو
کیوں یہ ظالم خواب دکھلایا مجھے

....

رتجگو ! اب ہم کو سو لینے بھی دو
ورنہ شب بیدار کہلائیں گے ہم

....

ریت سے تو مت بنا ساحل پہ گھر
اِس کو تو لہریں بہا لے جائیں گی

....

مجھ سے اب پہلے سے تم کیوں کر نہیں
تم مِرے ہمراہ کیوں رہتے نہیں

....

شام تک میں دستکیں دیتا رہا
اس نے درواز تلک کھولا نہیں

....

اتنے بھی پتھر نہ پھینکو پیڑ پر
ٹہنی ٹہنی بے ثمر ہو جائے گی

....

چھا گئی گھنگور تاریکی تو پھر
روشنی ! پھر کون چاہے گا تجھے

....

کب تلک مَر مَر کے اب جیتے رہیں
ایسا جینا بھی کوئی جینا ہے کیا

....

دشت میں خیموں میں لے آئے ہو کیوں
کس لئے بے مہر موسم کے حوالے کر دیا

....

بانجھ دھرتی کے ہو کیوں پیچھے پڑے
کیا ہُوا جاگیرداری کا جنوں

....

ابرار حامد

اتنا بھی پیار جتاتے کیوں ہو
پیار کرنے سے ڈراتے کیوں ہو

....

وقت ہر زخم کہاں بھرتا ہے
یہ تو کچھ زخم ہرے کرتا ہے

....

حال اوروں کو سناؤں کیسے
خود کو خود زہر پلاؤں کیسے

....

نہ دم لینے کو اب رستے میں بیٹھو
بہت کم فاصلے پر اب ہے منزل

....

کسی کے منتظر ہم ہیں ابھی تک
ہمارا منتظر کوئی ہے اب تک

....

خطا کب حُسن کا ہے تیر دیکھا
ستارے کب ہیں چمکے چاندنی میں

....

سفر اب، مجھ پہ کر آسان اتنا
کہ منزل سا لگے ہر اک پڑاؤ

....

بکھرنے دو نہ خود کو اسقدر جو
سمیٹے جا نہ پاؤ پھر کسی سے

....

وہ میرے سایے جیسا گر ہے میرا
وہ میرے ساتھ ٹھہرے دھوپ میں بھی

....

تمیزِ خیر و شر ہی جب نہیں ہے
تو کیا پوچھیں کسے کہتے ہو نیکی

....

ابرار حامد

بہت کچھ کرنے کے دعوے کو چھوڑو
ہوَا ہی بس پکڑ کر تم دکھا دو

....

گو مانا ایسے کچھ تعریف ہوگی
تکلّف سے بچو تکلیف ہوگی

....

جو شاخیں سُوکھ جاتی ہیں شجر کی
کہاں پھل پھول دیتی ہیں کبھی پھر

....

میں کب کم ہُوں آئینے سے
داغ مٹا کر ملنے آنا

....

اتنا بھی مانوس کیا کیوں
آس لگی منہ نوچنے میرا

....

اُس گھر پر کیوں کر دستک دُوں
جو گھر برسوں سے خالی ہے

....

تُو ہی کب ہے ایک اکیلا
کِس کے دُگنے اعضا دیکھے

....

کہنے کو تو شعر ہیں لیکن
یہ ہیں عکس مِرے زخموں کے

....

یہ ہے "آج" ہمارا کیسا
"کل" کا اِس میں عکس نہیں ہے

....

پاگل اَور دیوانے بھی اب
زر کو پوج رہے ہیں دیکھو

....

ابرار حامد

عشق میں پڑنا ہے تو پھر یہ مت بھولو
فائدے اِس میں کم نقصان زیادہ ہیں

تیری طرح گر اور کو پڑتی مانگنی بھیک کسی سے
وہ مَر جاتا شرم سے ڈوب کے چلّو بھر پانی میں

آج کسی نے شاید ہم سے لڑنے پر اُکسایا ہے
آج سے پہلے اِس لہجے میں تم کب ہم پر برسے تھے

میرے سامنے آنے سے تُو اتنا کیوں گھبراتا ہے
میرے دیکھنے سے بھی تیرا کیا کچھ کم ہو جاتا ہے

تیری میری سوچ میں گرچہ فرق کا بے حد امکاں ہے
لیکن اِس کو بھول کے باہم ملنا میرا ارماں ہے

تجھ کو مانگیں ہونٹ اور میرے ہاتھ سوالی تیرے
دونوں میں سے جو بھی پالے قسمت میری چمکے

سوچ میں تُو ہے آنکھ میں تُو ہے نیند کہاں سے آئے
دل کیا رتجگوں کے حملوں سے ایسے بچ پائے

آ مل بیٹھ کے خود طے کرلیں آپس کے سب جھگڑے
اپنے رازوں سے اوروں کو بھی کیوں واقف کرلیں

آخر ہم کیوں دُنیا کے دستوروں کا غم کھائیں
کیا تم چاہو ہم مَرنے سے پہلے ہی مَر جائیں

اتنے شاطر اتنے چاتر بھی ہو کر کیا پایا
آخر اک دن تو کوّا تیر کی زد میں آیا

ابرار حامد

برسوں سے اب کب میں کاہل رہتا ہُوں
کِس کے وار سے اب میں غافل رہتا ہُوں

....

اتنے بھی دُکھ ہم کو تم کیوں دیتے ہو
دیکھو ان کے عادی بھی ہو سکتے ہیں

....

کیسے کیسے خوب نہ ہم نے شعر کہے
کم ظرفوں نے بھول کے بھی کچھ داد نہ دی

....

میرے سینے کا گو دل تو میرا ہے
پر یہ مجھ سے بڑھ کے تیرا حامی ہے

....

میرا مُنہ مت کُھلوا چپ ہی رہنے دے
تیرے کون سے بھید سے میں ناواقف ہُوں

....

تھوک دو غصّہ اب تو ٹھنڈے ہو جاؤ
ایسی آگ اِسی پانی سے بجھتی ہے

....

لاکھ سفر میں باندھ چکا اب پاؤں سے
پر کب تجھ کو چھوڑ کے بھی جاسکتا ہُوں

....

ظاہر میں گو تم نے دی تصویر ہمیں
پر ہم جانیں پیار کی دی تحریر ہمیں

....

تیری بات میں جاناں کیسی ندرت ہے
گویا تُو بھی میر و غالب و آتش ہے

....

اور کہاں تک خواب ہی دیکھے جائیں ہم
کب تک اب نہ دیکھیں گے تعبیریں ہم

....

ابرار حامد

ایسی کالی رات بھی کیا تھی بختوں میں
چاند نہ تارہ اور نہ کوئی جگنو ہے
....
جانے کیسے رنگ ہیں تیری باتوں میں
یہ ہوں جہاں رنگین فضا ہو جاتی ہے
....
آج کے شاعر بات کو داد ہیں کب دیتے
یہ تو فقط اسلوب کو شعر سمجھتے ہیں
....
آندھی جیسی تیز ہوا کیا گزری ہے
پتی پتی پھول ہوئے سب گلشن کے
....
سر دے کر دستار بچائیں ہم کیوں کر
سر ہی کے دم سے تو سب دستاریں ہیں
....
انساں ہو کے پتھر کے بُت پُوجیں کیوں
پتھر بھی کوئی دیکھا پوجتے پتھر کو
....
کوئی غرض نہ میری اب راستی اُچک لے
میری رگِ حمیّت کچھ تُو بھی اب پھڑک لے
....
ترک تعلقات کا کیوں فیصلہ کیا
کر بیٹھے استوار تعلق کسی سے کیا
....
قوس قزح کے رنگ سبھی اس میں تو بھرو
تصویر خود کہے گی مصوّر ہے کون شخص
....
کب ہے آوازِ حرفِ شکایت سُنی
کب ہماری جفا کی حکایت سُنی
....

ابرار حامد

آج کے Materialistic دور میں شاعری تسکین کی خوشبو کے سوا کچھ عطا نہیں کرتی۔ ابرار حامد اس مہک سے سر سے پا تک سرشار ہے کہ اس نے شعر کے سوا کسی اور شے کو مقصدِ حیات نہیں گردانا۔ لمحہ لمحہ ادب کے میدان میں قدم اٹھانا ہی اس کے رگ و پے میں خون کو رواں رکھتا ہے۔ اس کی سوچ کو جلا بخشتا ہے اور وہ فکر کے عمیق سمندر میں ڈوب کر سخن کے انمول جواہرات ساحل پر بکھیر دیتا ہے ان جواہرات کی تب و تاب سے شاعری کا دامن روشن اور تابناک ہے۔ اس کی لگن مسلسل لکھتے رہنے کی ہمت اور نت نئے مضامین تلاش کرنے کا حوصلہ دیکھ کر مجھے ابرار حامد پر رشک آتا ہے اور میں خدا سے دعا گو ہوں کہ وہ اس انتھک انسان کو مزید استحکام بخشے تا کہ وہ ہمارے لئے خوبصورت اشعار تخلیق کرتا رہے۔

نجیب احمد، لاہور

07-07-09



اب ایسے خواب کے بعد اور خواب کیوں دیکھیں

کہ جس کی دنیا میں تعبیر ہی نہیں کوئی